کنول کے پھول
تحریر : حسن کنول

"اماں۔۔۔ ہم پاکستان کیوں جا رہے ہیں؟؟۔۔ وہ تو مسلمانوں کے لیے ہے نا۔۔۔" وہ ٹرین میں اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

مسلمان اپنے لٹے پٹے قافلے لے کر ٹرین میں بیٹھ گئے تھے۔۔۔

پہلی بار لوگ پاکستان جا رہے تھے جو اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ مگر مسلمانوں کے لیڈر نے کہا ہے وہاں سب کے لیے امان "
ہے۔۔۔ ہم نیچ ذات کے ہندوؤں کو وہاں امان مل جائے گی۔۔ ہمیں پھر کسی
کے ظلم برداشت نہیں کرنے پڑئیں گے۔۔۔ میری بٹیا۔۔ ان سکھوں
نے ہمارے گھروں کو مسلمانوں کے گھروں کے ساتھ آگ لگادی
ہے۔۔" وہ اپنے آنسو ساڑھی کے پلو سے صاف کرتے ہوئے بولیں۔۔۔

اماں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" وہ چودہ سالہ بچی اپنی ماں کے سینے سے لگتے "
ہوئے روہانسہ لہجے میں بولی۔۔۔۔

آمانی۔۔۔ ڈرو مت۔۔۔ بس نیچے چھپ کر بیٹھ جاؤ۔۔۔ جب ہم پاکستام "
پہنچ جائیں گے تو میں تمھیں آواز دوں گی تو تم باہر آجانا۔۔ اس سے پہلے
نہیں۔۔۔" یہ کہتے ہوئے۔۔ آلو کا بیگم نے اسے ٹرین کی سیٹ کے نیچے
والے حصے میں گھسا کر بیٹھا دیا۔۔ اور ہاتھ میں پکڑی ٹوکری جو گھاس سی

بھری تھی۔۔۔اس کے سائیڈ کے کنارے سے ڈھک دی۔۔۔ جس کے بعد آمانی ہر تھوڑی دیر بعد اپنی ماں کو ٹوکری کے اندر سے دیکھ کر اپنے ننھے دل کو تسلی دے رہی تھی۔۔۔

سارے مسلمان اللہ اللہ کی صدائیں لگا رہے تھے۔۔۔۔

الوکا بیگم بھی سب کی طرح ڈرئی ی سہمی بیٹھی تھیں۔۔۔۔ٹرین میں زیادہ تر لوگوں نے اپنی کم عمری بچیوں کو سیٹ کے نیچے والے حصے میں چھپادیا تھا۔۔۔۔

آمانی اپنی ماں کو دیکھتے دیکھتے نیند کے جھونکے لینے لگی۔۔۔۔ حتی کے اسے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا۔۔۔

اچانک چیخوں کی آواز پر اس کی آنکھ کھلی۔۔۔

وہ چیخیں ٹرین میں موجود مسافروں کی تھیں۔۔۔ وہ مسافر جو امیدوں کے
ن ئی ے جہاں بسائے اپنے ملک جا رہے تھے۔۔۔۔

آنکھ کھلی۔۔۔ تو سانس رک گ ئی۔۔۔۔ جو منظر اس کی ننھی آنکھوں نے
دیکھا۔۔۔ وہ اسے سہما گیا تھا۔۔۔

اس کے پورے وجود کو بے جان کر گیا۔۔۔۔ وہ سکھ و ہندوؤں کا گروہ
تھا۔۔۔ جو ننگی تلواریں لے کر بے دردی سے قتل کر رہے تھے مسافروں
کا۔۔۔

حتی کے اس نے اپنی اماں کا قتل ہوتے دیکھا۔۔۔

وہ چیخی۔۔۔ مگر حلق سے آواز غائب ہو گئی تھی۔۔۔

وہ لوگ انسانوں کو گاجر مولی کی طرح بے دردی و سفاکیت سے کاٹتے۔۔۔ اپنی صدائیں لگاتے ٹرین کے مسافروں کو خون میں نہلا کر ساتھ ساتھ عورتوں کے زیوارت کو ان کے کانوں و گردنوں سے نوچ نوچ کر اپنے ساتھ لے گئے۔۔۔

وہ اپنی اماں کو سیٹ پر خون آلود پڑا دیکھتی رہی۔۔۔

ہزاروں میں سے صرف چند سو ہی زندہ اسپیشل ٹرین کے ذریعے لاہور پہنچے تھے۔۔۔ جن میں سے ایک آمانی بھی تھی۔۔۔

وہ نوجوان فوجی ٹرین میں سے زندہ بچے لوگوں کو ہسپتال پہنچانے کے لیے ہر بوگی میں دیکھ بھال کر رہا تھا۔۔۔کے اگر کسی کو ضرورت ہو تو فورا امداد فراہم کی جائے۔۔۔اسی دوران اس کی نگاہ سیٹ کے نیچے ہلتی ہوئی ی کھجور کے چھالوں سے بنی ٹوکری پر گ ئی۔۔۔

وہ آہستگی سے بیٹھا۔۔۔ٹوکری کو ہٹایا۔۔۔تو ایک بچی نمودار ہوئی ی۔۔۔جس نے اپنے گھٹنوں پر اپنا چہرہ رکھا ہوا تھا۔۔۔

اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔
ٹوکری ہٹتے ہی۔۔۔اس نے نگاہ اٹھا کر مقابل کو دیکھا۔۔۔

م۔۔۔مجھے م۔۔۔مت مارئو۔۔۔" وہ بمشکل ہی خوفزدہ نگاہوں سے اس" بالی عمر کے نوجوان فوجی کو دیکھتے ہوئے التجا کرنے لگی۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں وحشت کا راج تھا۔۔۔

میں نہیں ماروُں گا۔۔۔میں تو مدد کرنے آیا ہوں۔۔۔ تم پاکستان میں ہو" اس وقت۔۔۔۔اب تمھیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"وہ خاصہ ہمدردی بھرے لہجے میں اس بچی کو پُراعتماد کرنے لگا۔۔۔۔

آمانی سفید رنگ کے قمیض شلوار میں ملبوس تھی۔۔۔جو جگہ جگہ سے پھٹا ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔

اس کا مرجھایا سفید چہرہ۔۔۔اس پر لگی گرد آلود۔۔۔اس کے ننگے پاؤں۔۔۔بھیگی پلکیں۔۔۔۔سوکے ہونٹ۔۔۔۔گویا ہر چیز گواہ تھی وہ بہت قیامتیں سہنے کے بعد یہاں پہنچی ہے۔۔۔

"چلو باہر آجاؤ۔۔اب ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔"اس نے اپنا ہاتھ سفید کنول کے پھول کی مانند چمکتی ہوئی ی بچی کے آگے بڑھایا۔۔۔جس نے ڈرے سہمے ہونے کے سبب ہاتھ نہ تھاما۔۔۔

"آجاؤ۔۔۔تم یقین کر سکتی ہو مجھ پر۔۔۔۔"اس نے بڑی شفقت سے کہا۔۔۔

"آجاؤ۔۔۔تم اب اپنے ملک میں ہو۔۔۔۔آجاؤ۔۔۔"اس بار اس کے ننھے پاؤں سے لپٹے ہاتھ کو تھامتے ہوئے۔۔۔بڑی نرمی سے اطمینان دلانے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

وہ ہاتھ تھام کر۔۔۔اس کے لرزتے وجود کو خود سے لگا کر باہر نکلا۔۔۔

وہ بچی جو لاہور کی ٹرین میں آئی ی تھی۔۔۔اس کا کیا"
بنا؟؟۔۔"عبدالرحمان اپنی ساتھی فوجی سے اچانک ہی پوچھ بیٹھا تھا۔۔۔

نہیں جانتا کیوں۔۔مگر کہیں ناں کہیں دل کو اس بچی کا خیال لاحق
ہوا۔۔۔۔

وہ ہندوؤں کی نیچ ذات سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔اس کے باپ کو دہلی کے"
بازار پہاڑ گنج میں ہی خاکی وردی میں ملبوس سیوک سنگھ کے والنٹئی رز نے
گھر میں مار کر گھر کو آگ لگا دی تھی۔۔۔یہ ماں بیٹی بچتے بچاتے پہاڑ گنج پہنچے
وہاں کچھ دن گزارنے کے بعد لاہور آنے والی اسپیشل ٹرین میں سوار
ہوئے۔۔۔راستے میں مانان والے اسٹیشن پر ان کی ٹرین پر حملہ ہوا، جس میں

پچاس کے قریب مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ بہر حال، آگ و خون کا ایک دریا عبور کرنے کے بعد وہ لاہور پہنچی۔۔۔۔ پہاڑ گنج میں ایک ہفتے کے اندر چار ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا ہے۔"

اپنے ساتھی کی بات سنتے ہی وہ شدید دکھی ہو گیا تھا۔۔۔

"مسلمانوں کو باہر نکال رہے ہیں ہندوستان سے یہ سمجھ آتا ہے مگر اپنی ہندو برادری کو کیوں نکال رہے ہیں؟؟۔۔ان پر کیوں ظلم ڈھ رہے ہیں؟" اگلے ہی لمحے فراز الجھے انداز میں کہتے ہوئے بیڈ پر لیٹنے لگا۔۔۔۔

"وہ پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔۔۔ یہ سوچا سمجھا منصوبہ ہے ان لوگوں کا۔۔۔ وہ صرف غریب ہندوؤں اور دیگر برادریوں کو اپنے ملک سے نکال کر پاکستان بھیج رہے تھے۔۔۔ جو مسلمان

وہاں امیر وا سرور سوخ وجائی یداد والے تھے وہ بھی اپنے ملک خالی ہاتھ بڑی مشکل سے جان بچاتے اللہ اللہ کرتے پہنچے ہیں۔۔۔اب ایسے حالات میں حکومت کے سامنے بہت بڑا چیلنج کھڑا ہے۔۔۔دعا کرؤ اللہ ہمیں سرخرو کرے۔۔۔اور یہ سازشیں کرنے والے اپنے منہ کی کھائی یں۔۔۔"عبدالرحمان نے ایک گہری ٹھنڈی آہ بھرتے۔۔۔سنجید گی سے سامنے لیٹے فراز کو دیکھ کہا۔۔۔

اب تو سونے سے بھی ڈر لگتا ہے خدا جانے کل کی صبح کتنی درد بھری" داستانیں ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔۔۔"فراز نے کرب کی شدت سے آنکھیں موندتے ہوئے کہا۔۔۔اس کی آنکھوں میں وہ ریل گاڑی کے اندر کا خونی منظر گھوم رہا تھا۔۔۔

جسے یاد کر کے بھی اس کی روح کانپ رہی تھی۔۔۔

مجھے بھی۔۔۔یہ بہت کڑا وقت ہے ہم مسلمانوں پر۔۔۔۔"عبدالرحمان" بھی اپنی جگہ پر لیٹتے ہوئے اس کی بات کی تائید کرنے لگا۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ ہسپتال میں لیٹی ہوئی ی خالی آنکھوں کے ساتھ اپنے سر پر چلتا ہوا پنکھا تک رہی تھی۔۔۔

اب طبیعت کیسی ہے اس کی؟؟"عبدالرحمان ہسپتال کے مریضوں کو" دوائی یاں پہنچانے آیا ہوا تھا اپنی ٹیم کے ساتھ۔۔۔جب ایک وارڈ کے آگے سے گزرتے ہوئے اس کی نگاہ ایک بیڈ پر لیٹی اس کنول کے کھلتے پھول پر

گ ئی۔۔۔پاس کھڑی نرس سے اس کی طبیعت معلوم ک ئی ے بغیر نہ رہ سکا۔۔۔۔۔۔

”بہتر ہے۔۔۔مگر ذہنی طور پر وہ ہی حال ہے جو باقی بچے ہوئے بچوں کا ہے۔۔۔اللہ بہتر جانتا ہے کیا کیا سہا ہے ان بچوں نے۔۔۔۔“نرس ترس بھری نگاہ سے آمانی کو تکتے ہوئے بتانے لگی۔۔۔۔

”اس کا کوئی ی رشتے دار ہے پاکستان میں ؟؟۔۔“اس نے خاصہ تجسس سے پوچھا۔۔۔

”نہیں۔۔۔۔صرف ماں تھی۔۔۔اسے بھی ٹرین میں قتل کر دیا گیا۔۔۔“نرس کے بتاتے ہی وہ آمانی کو دیکھنے لگا۔۔۔اسے شدید ترس آرہا تھا اس چودہ سالہ بچی پر۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔آپ ایک کام کریں۔۔۔اسے ڈسچارج کر دیں۔۔۔میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔" عبدالرحمان کی بات سنتے ہی نرس اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"ویسے بھی وہ یہاں اکیلی ہے۔۔۔میری دادی گاؤں میں رہتی ہیں۔۔۔میں اسے وہاں اپنی دادی کے ساتھ رہنے بھیج دوں گا۔۔" اس نے نرس کو آہستگی سے بغیر سوال کیے جواب دیا۔۔۔کیونکہ مقابل کی آنکھوں میں الجھے سوال پڑھ چکا تھا وہ۔۔۔۔

"بچی سے پوچھ لیں۔۔۔وہ آپ کے ساتھ جانا چاہے گی" نرس کے کہتے ہی اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔ کیسی ہو؟؟۔۔۔"وہ جو چھت کو تک رہی تھی اسکی نرم آواز سن کر۔۔۔اس خوبرو فوجی کی جانب متوجہ ہوئی ی۔۔۔

آپ"وہ پہلی نگاہ میں ہی اس نوجوان کو پہچان گ ئی تھی۔۔۔"

بہت کھوئی ی کھوئی ی سی تھیں اس کی آنکھیں۔۔۔

اس فوجی نوجوان کو دیکھ۔۔۔اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

طبیعت کیسی ہے؟؟۔۔"اس نے سنجیدگی سے حال دریافت کیا" ۔۔۔ساتھ ساتھ سامنے سے چی ئی رکھسکا کر لایا۔۔۔اور اسکے بیڈ کے پاس لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

ٹھی۔۔۔ٹھیک۔۔"۔ بمشکل ایک لفظ ادا کیا۔۔"

نام کیا ہے تمھارا؟؟" چہرے پر سنجیدگی سجائے۔۔نام استفسار کیا۔۔"

آمانی۔۔۔"دوبدو جواب دیا۔۔"

آمانی۔۔۔ تمھارا پاکستان میں کوئی ی رشتے دار ہے؟؟" وہ واقف تھا" جواب سے۔۔۔پھر بھی انجان لہجے میں سوال کیا۔۔

نہی۔۔"اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے انکار کیا۔۔۔"

کیا میرے ساتھ چلنا چاہو گی میری دادی کے گھر؟؟۔۔۔وہ اکیلے گاؤں" میں رہتی ہیں۔۔۔۔تم ان کے ساتھ آرام سے رہ سکتی ہو وہاں۔۔۔"اس کے استفسار کرتے ہی آمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

اگر کوئی ی اور اس کی جگہ ہوتا۔۔تو یقیناوہ ڈر کے سبب کبھی ہاں نہ کرتی۔۔۔مگر سامنے بیٹھا وہ وجیہہ نوجوان اس کا محافظ تھا۔۔۔جس نے اسے ٹرین کی بوگی سے صحیح سلامت نکالا تھا۔۔۔

بھروسہ تھا اس پر۔۔۔اور اسی بھروسے کے سبب وہ اس کی دادی کے گھر جانے کے لیے تیار ہوئی ی۔۔۔

چلو۔۔۔میرا انتظار کرنا پھر۔۔۔میں کچھ دنوں بعد آ کر۔۔۔تمھیں لے" جاؤں گا۔۔۔۔"وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اٹھا۔۔۔

آمانی اس کی پشت نظروں سے اوجھل ہو جانے تک تکتی رہی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

کچھ دنوں بعد۔۔۔وہ ہسپتال سے اس کی چھٹی کروا کر۔۔اپنے ساتھ گاؤں لے جانے لگا۔۔۔

وہ ٹرین میں جانے والے تھے۔۔۔

دونوں اسٹیشن پر کھڑے تھے۔۔۔جب ٹرین کی سیٹی کی آواز پر وہ بچی سہم گ ئی۔۔۔۔

اسنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں اپنی قمیض کے دامن کے کنارے بھینچے۔۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ڈرؤ مت۔۔۔"اس کے وجود کو لرزتا۔۔۔و" مٹھیوں کو بھینچا دیکھ۔۔۔۔عبدالرحمان نے فوراہی تھوڑا جھک کر۔۔۔اس کے نازک کندھوں پراپنے دونوں ہاتھ جماتے۔۔۔۔حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ اس نوجوان کی پُراعتماد آنکھیں۔۔اعتبار کرنے پر مجبور کررہی تھیں۔۔۔۔

دل کو ان سنجیدہ آنکھوں والے پر بھروسہ آگیا۔۔۔لگا جیسے وہ ساتھ ہوگا تو کچھ نہ ہوگا۔۔۔۔

وہ ٹرین میں بیٹھے۔۔۔۔ ناجانے کیوں اب ڈر نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ وہ کھڑ کی والی سائی یڈ پر بیٹھی۔۔۔۔

مسلسل باہر کی جانب دیکھتی رہی۔۔

ہرا سبزہ۔۔۔ لہلہاتے کھیت۔۔۔۔ گرتے ہوئے آبشار۔۔۔۔ ندیاں۔۔۔۔ کتنے ہی خوبصورت مناظر آنکھوں کے آگے سے گزرے۔۔۔ مگر دل مردہ سہ لگا۔۔۔ آنکھیں مردہ سی لگیں۔۔۔ کوئی ی رنگ اب حسین نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔

اچاٹ سہ دل لیے۔۔۔ وہ بس دیکھتی رہی۔۔۔ کہیں ناں کہیں اس کا ذہن ان تلخ و خوفناک یادوں میں غوطہ زن تھا۔۔۔ جن میں اس چودہ سالہ بچی نے۔۔۔۔ اپنا باپ اماں حتی کے اپنا ملک تک کھو دیا۔۔۔۔

اب یہ ن ئی زمین اس کی تھی۔۔۔وہ اسے اپنا ملک مان چکی تھی۔۔

وہ قبول کر چکی تھی کے پاکستان کی پاک زمین ہی اس کا وطن ہے۔۔۔اور یہاں ہندو ہوتے ہوئے بھی اسے امان ملے گی۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

عبدالرحمان اسے اپنی دادی کے گھر لے کر پہنچا۔۔۔

وہ بوڑھی خاتون تھیں۔۔۔۔اک نظر میں بھاپ گ ئی یں کے وہ بچی ہندو ہے۔۔۔ مسلم نہیں۔۔۔ لیکن اس کے باوجود اسے اپنی حویلی نما گھر میں رکھنے سے انکار نہ کیا۔۔۔۔

عبدالرحمان اسے اپنی دادی کے حوالے کر کے اک رات رک کر

۔۔۔۔واپس لوٹ گیا۔۔۔۔

میمونہ بیگم اکیلے رہنے کے سبب خاصہ غمگیں رہتی تھیں۔۔۔شوہر کا انتقال ہوئے تو سالوں گزر گ ئی ے تھے۔۔۔ایک ہی بیٹا تھا اسے فوج میں بھرتی کر دیا۔۔۔۔وہ اسلام آباد میں اپنی فیملی کے ساتھ رہنے لگا۔۔۔گاؤں کبھی کبھار ملنے آجاتا۔۔۔۔مگر بیوی بچے کو نہ لاتا۔۔۔۔

جب عبدالرحمان بڑا ہوا۔۔تو وہ خود ہی اپنی دادی کی محبت میں گاؤں آنے جانے لگا۔۔۔

یہ آنا جانا بھی سالوں میں ہی ہوا کرتا۔۔۔۔

وہ چودہ سالہ بچی ان کی تنہائی ی کی بہت جلد ساتھی بن گ ئی۔۔۔۔

ان کی کافی زمینیں تھیں گاؤ ں میں۔۔۔ ملازمین بھی اچھے خاصے تھے۔۔۔ انھیں کسی ن ئے ملازم کی کوئی ی ضرورت نہ تھی۔۔۔

آمانی کو وہ اپنی بیٹی کی طرح رکھنے لگیں۔۔۔۔

اسے ہر وقت دین اسلام کی تعلیم سیکھانے میں لگی رہتیں۔۔۔ مگر وہ بچی اپنا دھرم بدلنے کے لیے کسی صورت راضی نہ ہوئی ی۔۔۔۔

میمونہ بیگم تو اسے غصہ آجانے پر ڈھیٹ کہا کرتیں۔۔۔ جسے وہ اپنا سر خم کر کے ڈھٹائی ی کا اعلی ثبوت دیتے۔۔۔ بڑی شان سے قبول کرتی۔۔۔

وقت کے ستموں نے اسے بڑا پکا کر دیا تھا۔۔۔

میمونہ بیگم روزانہ ریڈیو لگا کر سویٹر کی بونائی ی کرنے لگتیں۔۔۔۔

آل ریڈیو پاکستان میں لوگوں کے شائی ع ہوئے خطوط پڑھے جاتے۔۔۔ جن سے دیگر لوگوں کو علم ہوتا کے کیا کیا مظالم ڈھائے گ ئی ے ہیں مسلمانوں پر۔۔۔ کیسی کیسی قربانیاں دے کر اس پاک ملک کی زمین حاصل کی گ ئی ہے۔۔۔

مہندر گڑھ، ریاست پٹیالہ سے کراچی ہجرت کرنے والے عبدالوحید کا خط فروری 1948ء کو شایع ہوا، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ

"15 اگست 1947ء کو مہاراجہ پٹیالہ نے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے

کا ناپاک پروگرام بنا کر ہم سے کہا کہ ”یہاں تم لوگوں کی جان بہت خطرے میں ہے، پاکستان چلے جائو تو بہتر ہوگا۔“ مسلمان اُس کے دھوکے میں آ گئے اور پاکستان جانے پر آمادہ ہو گئے، اس کے بعد دیکھا، تو ملٹری بندوقیں تانیں کھڑی تھی کہ ”مہاراجہ کا حکم ہے، دو گھنٹے کے اندر تمام مسلمان شہر خالی کر دیں، اس کے بعد کوئی نظر آیا، تو گولی سے اُڑا دیا

جائے۔“ 13 ستمبر 1947ء کو رات آٹھ بجے شدید بارش میں تمام مرد و خواتین اور بچّے اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر کے ریلوے اسٹیشن پہنچے، تو ملٹری اور پولیس نے عورتوں، مردوں کو ایک طرف کر کے تمام ہتھیار چھین لیے۔ ریل گاڑی آئی، تو تمام عورتوں، بچّوں کو دھکّے دے کر گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ ٹرین ستنالی اسٹیشن سے ایک میل آگے گئی تو ڈرائیور نے گاڑی روک دی، وہاں پہلے سے ہزاروں بلوائی موجود تھے، جنھوں نے یک دَم حملہ کر کے مردوں اور بچّوں کا قتلِ عام شروع کر دیا، عورتوں کو اغوا کر لیا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں پٹریوں پر لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ یہ ہے وہ بہیمانہ

سلوک، جو مہاراجہ پٹیالہ نے اپنی رعایا کے ساتھ کیا۔ ہم نے اُس کا مقدمہ پروردگارِ عالم کی عدالت کے سپرد کر دیا ہے، اُمید ہے کہ وہاں سے ہمارے حق میں نہایت اچھا فیصلہ ہو گا۔"☆

وہ روز خطوط سنتیں۔۔۔اور پھر اپنے مسلمان بہن بھائی یوں پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کی داستانیں سن کر خوب روتیں۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

عبدالرحمان اپنی دادی سے ملنے گاؤں آیا۔۔۔

محترمہ میمونہ کی آنکھیں نم ہو گئی یں تھیں اسے پورے دو سال بعد دیکھ۔۔۔

وہ ایک رات رکنے کے ارادے سے آیا تھا۔۔۔

ابھی وہ اپنی دادی کے ساتھ بیٹھے باتیں ہی کر رہا تھا۔۔۔کے اچانک ایک نسوانی آواز کانوں کی سماعت سے ٹکرائی ی۔۔۔

اماں۔۔۔تو کچھ کہتی کیوں نہیں چوہدری کے بگڑے بیٹے کو۔۔۔۔جب" دیکھو۔۔"آمانی کھیتوں سے آگ بگولہ ہو کر لوٹی تھی۔۔۔آتے ہی معمول کے مطابق دوپٹہ اتار کر غصے سے صوفے پر پھینکتی۔۔۔جز بز ہو کر دانت پیستے ہوئے۔۔۔بول ہی رہی تھی۔۔۔کے اچانک زبان کو بریک لگا۔۔۔

اور کیوں نہ لگتا۔۔۔۔پورے دو سال بعد آج وہ خوبرو فوجی پھر نظر آیا تھا۔۔۔۔

وہ پہلے سے کہیں زیادہ بردبار لگ رہا تھا اب۔۔۔

فرینچ داڑھی رکھ لی تھی اس نے۔۔۔جو اس کے چہرے پر خاصہ جچ بھی رہی تھی۔۔۔

نگاہوں میں وہ ہی سنجیدگی۔۔

باولی۔۔۔دیکھ تو لے کون آیا ہوا ہے۔۔۔" محترمہ میمونہ نے ذرا جتاتے" ہوئے کہا۔۔۔تو وہ سٹپٹا کر۔۔۔واپس اپنا پھینکا ہوا دوپٹہ اٹھانے لگی۔۔۔

دوسری جانب۔۔۔اس وجاہت سے مالامال فوجی کی نگاہوں کا مرکز وہ جھلی سی لڑکی ہی تھی۔۔۔

اسے پہلی نگاہ دیکھا۔۔۔تو اک لمحے کے لیے ساکت ہوا۔۔۔

وہ تو بچی چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔جبکے سامنے ایک جوان و حسین دوشیزاہ کھڑی نظر آرہی تھی۔۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا دو سال میں وہ یوں قد نکال لے گی۔۔۔

مانا وہ حیران تھا آمانی کو دیکھ۔۔۔ مگر اپنے جذبات پر قابو رکھنا و چہرے پر عیاں نہ ہونے دینا۔۔۔اسے باخوبی آتا تھا۔۔۔

آمانی سفید رنگ کی اونچی کرتی پر سفید پٹیالہ شلوار زیب تن کیے ہوئے تھی۔۔۔۔

خاصہ دبلی پتلی مگر بانس کی طرح لمبی۔۔۔۔

گندمی رنگت پر نشیلی سیاہ آنکھیں قیامت کا سمان تھیں۔۔۔ پھر مزید غضب وہ ان میں کاجل لگا کر ڈھاتی تھی۔۔۔۔

اس کے نین تیز تلوار کی مانند تھے۔۔۔۔۔ پہلی ہی نگاہ میں دل کے آر پار ہو جانے والے۔۔۔

وہ بھی ان نینوں سے زخمی ہو گیا تھا۔۔۔۔

"عبدالرحمان کب آئے ؟؟۔۔۔" اسے دیکھتے ہی تمیز سے سر پر دوپٹہ اوڑھ کر۔۔۔دادی اماں کی جانب متوجہ ہو کر۔۔۔شرافت کی انتہا کو چھوتے ہوئے۔۔۔استفسار کیا۔۔۔

"عبدالرحمان ؟؟۔۔۔کل موہی۔۔۔نام لیتی ہے۔۔اتنا بڑا ہے تجھ سے۔۔۔چل بھائی بول۔۔۔" محترمہ میمونہ کے کہتے ہی۔۔۔اس نے اپنے ہونٹ چبائے۔۔۔۔

"میری ماں کے پیٹ سے تھوڑی جنا ہے جو میرا بھائی ہو گیا۔۔۔اماں تو بھی ناں۔۔" سوچا تھا ادب سے رہے گی اس نوجوان کے سامنے۔۔۔۔مگر دادی اماں نے اپنی ریت برقرار رکھتے اس کا پارہ ہائی کر دیا تھا۔۔۔

ہمارے یہاں صرف ماں پیٹ کو نہیں۔۔۔ عمر میں بڑے کو بھی عزت" سے بھائی ہی پکارتے ہیں۔۔۔" محترمہ میمونہ ہاتھ دیکھا کر۔۔۔۔ سمجھانے والے انداز میں بولیں۔۔۔

اس لمحے سامنے بیٹھے نوجوان پر نظر ڈالی۔۔۔ جو ہر بار کی طرح اپنے فوجی لباس میں ملبوس تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ سر جھکا کر۔۔۔ اپنی گدی ایک ہاتھ سے مسلنے لگا۔۔۔ مگر اماں کی مخالفت میں کہا کچھ نہیں۔۔۔

کیوں نہ کہا؟؟۔۔ کیا وہ چاہتا تھا کے وہ اسے بھائی ہی بلائے؟؟۔۔۔ یہی سوچ کر دل میں درد سہ اٹھا۔۔۔۔

اپنے سینے پر عجیب سہ بوجھ و بھاری پن محسوس کیا۔۔۔

جب دل میں بھائی والے جذبات کبھی تھے ہی نہیں۔۔۔ تو بہن بھائی ی جیسے پاکیزہ رشتے میں بھلا کیوں باندھتی خود کو۔۔۔ وہ بھی اس شخص سے۔۔۔ جس کے خواب دیکھتی تھیں اس کی آنکھیں۔۔۔

زبردستی کسی سے عزت نہیں کروائی ی جاسکتی۔۔۔ دل میں ہو تو خود ہی لب پر آتی ہے۔۔۔" وہ بگڑ کر کہتی ہوئی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گ ئی۔۔۔ اِس خوف سے۔۔۔ کے کہیں اماں بھائی ی بلوانے کے پیچھے نہ پڑ جائی یں۔۔۔

اوپر اپنے کمرے میں جاتے ہی۔۔۔ پھر سے اپنا دوپٹہ اتار کر سامنے بیڈ پر پھینکا۔۔۔

اس بار چہرہ مکمل سرخ پڑ رہا تھا غصے سے۔۔۔۔

"بھائی ی بولو۔۔۔ بھلا کیوں بولوں میں بھائی ی ؟۔۔ بھائی ی ہو گا دنیا کی ہر عورت کا ماسوائے میرے۔۔۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے کہتی۔۔۔ آخر میں ایک مغرور ادا سے گردن جھٹکا گ ئی۔۔۔

پھر اگلے ہی لمحے چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر ئی ی۔۔۔۔۔اور چہرہ سرخ پڑنے لگا۔۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

رات کو پیاس لگی تو کچن میں دوپٹے سے بے نیاز پانی پینے چلی آئی ی۔۔۔

گھر میں دادی اماں واس کے سوارات کے وقت کوئی ی نہیں ہوتا تھا۔۔۔اس لیے اسے عادت نہ تھی گھر میں دوپٹہ لینے کی۔۔۔

ابھی وہ پانی پی ہی رہی تھی مٹی کے گلاس میں۔۔۔کے اچانک پیلی روشنی پھیلی۔۔۔

اس نے چونک کر تیزی سے گردن موڑی۔۔۔

عبدالرحمان سامنے ہی کھڑا نظر آیا۔۔۔اسے دیکھتے ہی اوپر کا سانس اوپر۔۔۔اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔۔۔

اسے پہلی بار شرٹ لیس دیکھا تھا آمانی نے۔۔۔۔

بلاشبہ اس فوجی کی باڈی بہت خوبصورت تھی۔۔۔ جس پر نظر اٹھنے کے بعد پلٹنا بھول گ ئی۔۔۔

گھر میں جب مرد ہو تو دوپٹہ اوڑھ کرر کھو۔۔۔"وہ قریب آتے" ہوۓ۔۔۔۔رو عب دار انداز میں نصیحت کرنے لگا۔۔۔۔

خاص طور میرے سامنے۔۔۔"آخری جملہ اس نے خاصہ جتاتے ہوۓ" حاکمانہ انداز میں کہا۔۔۔۔

وہ شرمندہ سی ہوئی۔۔۔۔

گمان ہوا کے وہ غلط مطلب اخذ کر گیا ہے۔۔۔اس کے یوں دوپٹے سے بے نیاز ہو کر سامنے آنے کا۔۔۔جبکے وہ بیچاری تو عادت کے مطابق آئی ی تھی۔۔۔

وہ۔۔۔"اپنی صفائی ی میں بولنے ہی لگی تھی۔۔کے مقابل زور سے" دھاڑا۔۔۔"کمرے میں جاؤ اپنے۔۔۔

وہ ڈرتی نہیں تھی کسی سے۔۔۔مگراس کی گرج دار آواز سے ڈر گ ئی۔۔۔

دل جیسے کانپ سہ گیا۔۔۔

آنکھوں میں آنسو آنے لگے۔۔۔وہ فوراہی مٹی کا گلاس رکھ کر۔۔۔باہر کی جانب بھاگ گ ئی۔۔۔۔

پوری رات وہ بستر پر کروٹ بدلتی رہی۔۔۔۔

وہ غصیلی نگاہیں آنکھوں سے نہیں جارہی تھیں اس کے۔۔۔۔

اتنا غصہ کیوں تھا ان آنکھوں میں ؟؟۔۔

ایک بار صفائی ی پیش کرنے کا موقع بھی نہ دیا۔۔۔

اس نوجوان کی بے رخی و غصیلا پن یاد کر کے وہ مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

صبح آنکھ کھلی۔۔۔تو مرے مرے قدم لے کر کمرے سے دوپٹہ سر پر اوڑھتی ہوئی ی باہر نکلی۔۔۔۔

وہ سنگ دل چلا گیا ہو گا اب تک۔۔۔یہ خیال اسے افسردہ کر رہا تھا...۔۔۔کیونکے پچھلی بار بھی جب صبح آنکھ کھولی تھی تو وہ جا چکا تھا چھوڑ کر۔۔۔۔

پھر بھی نا جانے کیوں دل کو امید لا گی تھی۔۔۔۔

ابھی یہی سوچتے سوچتے۔۔سیڑھیاں اتر ہی رہی تھی کے برابر سے وہ تیزی سے گزرا۔۔۔

اس کے پرفیوم کی مہک نے چند لمحوں کے لیے اسے اپنے حصار میں جکڑا۔۔۔

وہ حیران ہوئی ی مگر ساتھ خوش بھی۔۔۔کے وہ ابھی گیا نہیں ہے۔۔۔شاید ناشتہ کرنے کے بعد جائے۔۔۔یہ خیال آتے ہی۔۔۔۔دل جیسے خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

بجلی کی پھرتی سے بچی ہوئی ی سیڑھیاں اتر کر۔۔۔کچن میں پہنچی۔۔۔

تیزی سے ناشتہ بنانا شروع کر دیا۔۔۔۔

ارے کل موہی اٹھ بھی جا۔۔۔دن چڑھ گیا ہے۔۔۔۔"محترمہ میمونہ" سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر۔۔۔اوپر کی جانب دیکھتے ہوئے معمول کے مطابق صدائی یں لگانے لگیں۔۔۔۔

اماں۔۔۔میں یہاں ہوں۔۔۔"وہ پیچھے سے۔۔خاصہ جتاتے ہوئے" بولی۔۔۔۔

"ہائے۔۔۔میں صدقے۔۔۔۔۔یہ سب تونے بنایا؟؟۔۔"اگلے ہی لمحے انھیں چودہ سوواٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔اس کے ہاتھ میں ناشتہ کی سجی تھالی دیکھ۔۔۔۔

وہ لڑکی جو دوپہر سے پہلے بستر نہ چھوڑے۔۔وہ آج صبح صادق پر ہی اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔یہ دیکھ شاکڈ تو لگنا ہی تھا۔۔۔

خاصہ حیرت سے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کہا۔۔۔

ہاں ں ں ں سں ں۔۔۔اب ایسے ٹکر ٹکر نہ دیکھ۔۔۔ جلدی لے جا اپنے" لاڈلے پوتے کے پاس۔۔۔۔ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔"وہ اپنی نروسنس کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

لادے۔۔۔"محترمہ میمونہ باخوشی اس کے ہاتھ سے ناشتے کی تھالی لے کر" باہر چلی گ ئی یں تھیں۔۔۔۔

وہ بھی بہت خوش تھی۔۔۔پہلی بار اپنے ہاتھ سے اس کے لیے ناشتہ جو بنایا تھا۔۔۔پیٹ میں تتلیاں سی اڑ رہی تھیں۔۔۔دل دھک دھک کرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔یہ سارے جذبات بہت ن ئ ے تھے اس کے لیے۔۔۔

یہ دیکھنے۔۔۔کے اس کے ہاتھ کی بنی چیزیں اس فوجی کو پسند آئی یں یا نہیں۔۔۔وہ بھی باہر آئی ی۔۔۔۔

باہر کھلے صحن میں آتے ہی اس وجاہت سے مالا مال نوجوان پر نظر پڑئی۔۔۔ جس کا رنگ سورج کی کرنوں میں الگ ہی چمک رہا تھا۔۔۔

وہ لال رنگ کی ٹی۔ شرٹ اور بلو جینز زیب تن کیے ہوئے خاصہ خوبصورت لگا اس کی آنکھوں کو۔۔۔

ناجانے کتنی ہی دیر وہ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی اسے تکتی رہی۔۔۔

وہ ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔اماں اسے بیٹھ کر ہاتھ کا پنکھا کرتی دیکھائی ی دے رہی تھیں۔۔۔

اچانک خود پر جمی کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر۔۔۔اس نے سامنے کی جانب نظر اٹھائی ی۔۔جہاں وہ نازک سی لڑکی کھڑی تھی۔۔۔

اس کے دیکھتے ہی دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔

محترمہ میمونہ نے جب محسوس کیا کے ان کے پوتے کے ہاتھ اچانک رک گ ئی ے ہیں تو اس کی نظروں کا تعاقب کرتے پیچھے گردن موڑئی ی۔۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے میں اس قدر محو تھے کے اماں کی جمی نظروں کا انھیں علم ہی نہ ہو سکا۔۔۔۔

اماں ہلکا سہ مسکرائی یں۔۔۔۔

"نی۔۔۔وہاں کیوں کھڑی ہے؟؟۔۔چل آجا۔۔۔تو بھی ناشتہ کرلے۔۔۔"اماں کی آواز پر دونوں ہی جیسے حواسوں میں لوٹے۔۔۔

وہ گڑبڑا کر اپنا سر ہلانے لگی۔۔۔جبکے دوسری جانب عبدالرحمان فورا ناشتہ بیچ میں چھوڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟؟۔۔۔ناشتہ چھوڑ کر اچانک کیوں کھڑا ہو گیا؟؟"اماں فکر مند لہجے میں پوچھنے لگیں۔۔۔

اس کے چہرے پر اچانک ہی سنجیدگی امڈ آئی ی تھی۔۔۔

بس پیٹ بھر گیا۔۔۔" وہ نظریں جھکا کر کہتا ہوا۔۔۔اسی کے پاس سے گزر کر چلا گیا۔۔۔۔آمانی کو شدت سے اس کی بے رخی محسوس ہوئی ی۔۔۔

دل پر شدید بوجھ محسوس ہونے لگا۔۔۔۔

" اب کس کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔ چل آجا۔۔۔ ورنہ بالکل ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔" اماں نے فکر مندی سے کہا۔۔۔ تو اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے ناشتہ کرنے چلی آئی ی۔۔۔

اماں اسے بھی اپنے پوتے کی طرح پنکھا کر رہی تھیں۔۔۔

کیا ہو گیا؟؟۔۔اب تو کیوں نہیں کھا رہی؟؟۔۔"اماں کے سوال پر۔۔وہ
کیا جواب دیتی؟۔۔کے دل بوجھل ہو رہا ہے صرف اِس لیے۔۔کے
عبدالرحمان اس کے آتے ہی بے رخی سے ناشتہ چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔

"سب تیری غلطی ہے اماں۔۔۔"وہ جیسے ان پر بگڑی۔۔۔

"ہیں؟؟۔۔"نا سمجھی سے۔۔۔

"ہاں تو۔۔۔میری عمر کی لڑکیاں شادیاں کر کے گھر بسا رہی ہیں اور تو نے
مجھے ایک ناشتہ بنانا بھی ڈھنگ کا نہ سیکھایا۔۔کیا ضرورت تھی اتنا لاڈ دینے
کی؟؟۔۔۔دیکھ کیسا بے ذائقہ ہے۔۔۔"انڈے پراٹھے چھولے کا ساگ
سبزی ولسی ہر چیز ہی بڑی مزے دار بنی تھی۔۔مگر اس وقت ہر چیز
بے ذائقہ لگی۔۔۔۔دل جو افسردہ تھا اس کا۔۔۔۔

دل وزبان کا بھی بڑا عجیب رشتہ ہے۔۔۔دل خوش ہو تو بے ذائقہ چیزیں بھی مزے دار لگتی ہیں ناخوش ہو تو ذائقے دار بھی بدذائقہ۔۔۔

ابھی وہ دونوں باتیں ہی کر رہی تھیں کے وہ نوجوان بیگ اپنے ایک کندھے پر لٹکائے۔۔۔وہاں آیا۔۔۔

اچھا اماں۔۔۔مجھے اجازت دے۔۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔"اس کے کہے" الفاظ سنتے ہی دل مزید بیٹھ گیا۔۔۔

شدید رنجیدہ نگاہ اٹھا کر اس سنگ دل نوجوان کو دیکھا۔۔۔جو اپنی دادی سے گلے لگ کر۔۔۔بغیر اسے دیکھے الوداع لے کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

اب ناجانے کتنے سالوں بعد آئے گا۔۔۔یہ سوچ۔۔۔وہ رنج میں مبتلا ہوئی ی۔۔۔۔

وہ اپنی جگہ منجمد بیٹھی اسے جاتا دیکھنے لگی۔۔۔جبکے اماں حویلی کے باہر تک چھوڑ کر آئی یں تھیں اپنے لاڈلے کو۔۔۔

❤*HusnyKanwal*❤

اگر ابھی تک چینل سبسکرائی ب نہیں کیا۔۔۔تو پلیز سبسکرائی ب کر لیں۔۔۔

وہ سنگدل تو کیا گیا۔۔۔لگا جیسے زندگی کی ہر خوشی ساتھ لے گیا۔۔۔

اس کی طبیعت میں بہت جِھما پن آگیا تھا۔۔۔بہت کھوئی ی کھوئی ی سی رہتی وہ۔۔۔۔

دل کو کہیں سکون میسر نہیں۔۔۔

ہر وقت نگاہیں دروازے کو تکتی رہتیں۔۔۔

بلاوجہ ہی خود کو ہلکان کررہی تھی اس سنگ دل کے لیئے۔۔۔جس نے کوئی ی میٹھا بول تک نہ بولا تھا اس سے۔۔۔۔

اک ماہ آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹا۔۔۔انتظار نے اس ایک ماہ کو ایک صدی کے برابر بنادیا تھا۔۔۔

جانتی تھی وہ اب گیا ہے تو دو تین سال بعد ہی آئے گا۔۔۔ پھر کیوں راہ تکتی تھیں یہ آنکھیں۔۔۔وہ سمجھ نہیں پاتی تھی۔۔۔۔

نہ دن کو سکون تھا نہ رات کو چین۔۔۔۔

تین ماہ یوں ہی گزر گئے۔۔۔

حال تو یہ تھا اماں تک نے محسوس کیا کے عشق کا روگ لگا بیٹھی ہے بھری جوانی میں۔۔۔۔

اماں روز قرآن کی تلاوت کرتے وقت اسے زبردستی اپنے پاس بیٹھا لیتیں۔۔۔

وہ ان سے تو نہ کہتی۔۔۔ مگر جتنی دیر قرآن سنتی اتنی دیر قرار و سکون آتا۔۔۔۔ مگر تلاوت رکتے ہی وہ ہی حالِ دل۔۔۔ وہ ہی بے چینی۔۔۔۔ وہ ہی بے قراری۔۔۔۔

آہستہ آہستہ اس کا وزن گھٹنے لگا۔۔۔

پہلے کی طرح اماں سے فرمائشیں نہیں کرتی تھی اب۔۔۔۔

میلا لگا تو اِس بار گنگا الٹی بہی۔۔۔۔ آمانی کی جگہ اماں اسے زبردستی میلا دیکھانے لے گ ئی یں۔۔۔ تاکے تھوڑا دل ہرا ہو جائے اس کا۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ نہا کر نکلی تھی۔۔۔۔ گیلی آبشار سو کھانے وہ چھت پر جانے کی نیت سے دوپٹہ سر پر اوڑھ کر کمرے سے نکلی۔۔۔۔۔۔۔

جب سے اس دلبر نے کہا تھا کے دوپٹہ اوڑھ کر رکھو۔۔۔تب سے جیسے لازم جان لیا خود پر۔۔۔دوپٹے کا سر پر ہونا۔۔۔۔

ابھی وہ چھت پر جانے کے لیے سیڑھیاں چڑھ ہی رہی تھی کے دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔

لگا وہ آیا ہے۔۔۔

اس کی مہک ہواؤں میں محسوس ہونے لگی۔۔۔

تیزی سے چڑھی سیڑھیاں واپس اترئی۔۔۔اور دیوانہ وار بھاگتی ہوئی ی حویلی کے مین دروازے پر جا پہنچی۔۔۔۔

چوکیدار بیٹھا بیٹھا کرسی پر اونگھ رہا تھا۔۔اسے مکمل نظر انداز کر۔۔۔دروازہ کھولا۔۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔۔۔آنکھوں کو ایسے قرار آیا جیسے کسی سوکھے ریگستان میں پیاس سے بھٹکتے مسافر کو پانی مل گیا ہو۔۔۔

جبکے دوسری جانب عبدالرحمان حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

ابھی تو اس نے دروازہ بھی نہیں بجایا تھا پھر آمانی کو کیسے علم ؟؟۔۔۔کے وہ آیا ہے۔۔۔

وہ پھولے پھولے سانس لینے لگی۔۔۔جب کے نگاہیں اس دلبر پر ٹکی تھیں۔۔۔۔

مقابل بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کچھ لمحوں تک فقط خاموشی کا تبادلہ رہا۔۔۔

وہ نہا کر نکلی تھی۔۔۔آبشار ابھی بھی گیلی تھیں اس کی۔۔۔۔

چہرے کی رنگت خاصہ نکھری نکھری۔۔۔جبکے پچھلی بار کے مقابلے وہ کمزور لگ رہی تھی دکھنے میں۔۔۔

آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے نمایاں تھے۔۔۔جو پچھلی بار نہ تھے۔۔۔۔

یہ جو آنکھوں کے گرد حلقے ہیں۔۔۔
یہ اسکی محبت کے صدقے ہیں۔۔۔

ارے بابا آپ۔۔۔"اچانک پیچھے سے چوکیدار کی آواز پر وہ نظر جھکا"
گیا۔۔۔جبکے آمانی نے ایک بار پلک تک نہ جھپکائی ی۔۔۔۔

جسے دیکھنے کے لیے سانسیں چل رہی ہوں وہ آجائے تو پھر کون کمبخت
شرافت کا جوڑا اوڑھ کر نظر جھکائے۔۔۔۔وہ تو ڈھٹائی ی سے اسے تکتی
رہی۔۔۔ایسے جیسے اسے نہ دیکھے گی تو سانس نہ آئے گی دوسری۔۔۔۔

اس وجیہہ نوجوان نے نگاہ اٹھائی ی تو وہ اب بھی اسے ہی تک رہی تھی۔۔۔ جس پر وہ نظریں چراتا ہوا۔۔۔اس کے پاس سے گزر کر اندر جانے لگا۔۔۔

مگر صرف دو قدم چلتے ہی اسے محسوس ہوا۔۔۔کے اس کی کلائی ی پر بندھی گھڑی میں آمانی کا دوپٹہ اٹک گیا ہے۔۔۔۔

پلٹ کر دیکھا تو اس سانولی سی لڑکی کو اپنے پیچھے کھڑا پایا۔۔۔

کچھ نہ کہا۔۔۔بس نظر جھکائے دوپٹہ گھڑی سے نکالنے لگا۔۔۔۔

مگر وہ تو ایسے اٹکا تھا جیسے پھر نکلنے کی چاہ ہی نہ رکھتا ہو۔۔۔۔

وہ نازک سی گڑیا خاموشی سے کھڑی اس کے چہرے کو ترسی نگاہ سے دیکھتی رہی۔۔۔۔

حتی کے اس کی نگاہوں کی تپش نے مقابل کو ہڑ بڑاہٹ میں مبتلا کیا۔۔۔

وہ فوجی تھا۔۔۔اتنا نازک دل نہیں تھا اس کا۔۔۔ بڑے مضبوط اعصاب کا مالک تھا وہ۔۔۔ مگر اس نازک سی دکھنے والی لڑکی کی نگاہوں میں بلا کا جادو و اثر تھا۔۔۔ کچھ کر دیا تھا اس نے۔۔۔۔ کیا؟؟۔۔وہ نہیں جانتا۔۔۔۔ مگر نگاہوں کی تاب نہیں لا پا رہا تھا وہ اب۔۔۔۔

اس نے جلد بازی کرنا چاہی۔۔۔ تو مقابل نے ہاتھ بڑھائے۔۔۔ جسے دیکھتے ہی اس نے اپنی کوشش روک دی۔۔۔۔ اور اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔۔۔

وہ دوشیزہ ہلکا سہ جھکی اور اگلے ہی پل نہایت نرمی سے دوپٹہ جدا کرلیا۔۔۔۔

بغیر شکریہ ادا کرے وہ اندر چل دیا۔۔۔وہ بھی پیچھے پیچھے آئی ی تھی۔۔۔۔

اماں نے بڑے پرجوش انداز میں اپنے پوتے کا گلے لگ کر استقبال کیا۔۔۔انھیں بہت حیرت بھی تھی اس کے اچانک ہی چلے آنے پر۔۔۔

کہاں وہ دو سال سے پہلے شکل نہیں دیکھاتا تھا کہاں وہ پانچ ماہ بعد ہی ملنے چلا آیا۔۔۔

کہیں ناں کہیں وہ بھاپ گ ئی یں تھیں اتنی بڑی تبدیلی بلاوجہ نہیں

۔۔۔۔۔

باورچی کھانے میں محترمہ میمونہ پکوان بنوانے کا کہنے داخل ہوئی یں تو نظر آمانی پر پڑئی ی۔۔۔جو ان کے کہنے سے پہلے ہی کھانے بنانے میں جُتی نظر آرہی تھی۔۔۔۔

عبدالرحمان کے لیے کھانے بنانے کے بعد وہ اپنا حلیہ درست کرنے اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔

پورے پانچ ماہ بعد آج سنگھار سن کرنے کا دل کر رہا تھا۔۔۔ سجنے سورنے کا دل کر رہا تھا۔۔۔

اس نے خوب سنگھار کیا۔۔ جیسے کوئی ی دولہن ہو۔۔۔۔

لال کپڑوں میں ملبوس وہ لڑکی پہلی نگاہ دیکھنے پر دولہن ہی تو لگ رہی تھی۔۔۔

اماں میں کھانا لگا دیتی ہوں۔۔ تو اپنے پوتے کو بلا لا۔۔۔" وہ کہتی ہوئی ی"
۔۔۔ باورچی کھانے کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔جبکے اماں اس کی تیاری دیکھ
۔۔۔ حیرانگی کے عالم میں کھڑی تھیں۔۔۔۔

ہاتھوں میں بھری لال چوڑئی یاں۔۔۔
بالوں میں پراندا۔۔۔
آنکھوں میں سجا کاجل۔۔۔۔
پاؤں میں پایل۔۔۔

دانتوں پر کیے دنداسے کے سبب ہونٹ نارنگی رنگت جھلکا رہے تھے۔۔۔۔جو اس کے حسن کو دوبالا کرتے معلوم ہوئے۔۔۔

"شرم نہ آئے گی تجھے۔۔ مجھ بوڑھی سے اس عمر میں سیڑھیاں چڑھواتے۔۔۔جا۔۔۔ تو جا کر بلا لا۔۔۔" اماں نے اسے ہی الٹا حکم صادر کیا۔۔۔

"میں؟؟۔۔۔" وہ ہچکچائی ی۔۔۔۔اس نوجوان کی بے رخی دیکھ رکھی تھی اسنے۔۔۔۔اس لیے ہمت نہیں تھی اس کے کمرے میں جا کر بلانے کی۔۔۔

"اب جا بھی۔۔۔" وہ جھنجھلا کر کہتی ہوئی یں۔۔۔باورچی کھانے کی جانب بڑھ گ ئی یں۔۔۔

دانستہ طور پر۔۔۔سب دیکھ کر بھی اَن دیکھا کیا تھا انھوں نے۔۔۔

ان کا بیٹا شادی کے بعد کبھی ان سے ملنے نہ آیا۔۔۔وہ ہمیشہ اس حویلی میں ملازمین کے ساتھ تنہا رہیں۔۔۔

آہستہ آہستہ تنہائی کی عادت پڑ گ ئی۔۔۔دل کو سمجھا لیا۔۔۔کے اب بیٹا نہیں آئے گا کبھی واپس۔۔

سترہ سال بعد بیٹا تو نہ آیا مگر پوتا آیا۔۔۔جسے دیکھ۔۔۔ان کی آنکھیں جھر جھر موتی برسانے لگیں۔۔

لگا خوشی سے جان ہی نکل جائے گی۔۔۔

مگر وہ ایک رات رک کر لوٹ گیا۔۔۔وہ ایک رات ان کے پاس رک کر کیا گیا۔۔۔انھیں اپنی تنہائی ی پہلے سے زیادہ کاٹنے لگی۔۔۔

اکثر روتے ہوئے دعا مانگتیں۔۔۔کے خدا کوئی ی ایسا ذریعہ بنائے کے ان کا پوتا بار بار ان سے ملنے آئے۔۔۔

اور ایک دن اچانک وہ آمانی کو ان کے پاس چھوڑنے چلا آیا۔۔۔

تب انھوں نے سمجھا خدا نے آمانی کو ان کی تنہائی ی کا ساتھی بنا کر بھیجا ہے۔۔۔مگر اس بار عبدالرحمان کا جلدی چلے آنا۔۔۔ان کی امیدیں جگا گیا تھا۔۔۔

اگر آمانی مسلمان ہو کر ان کے پوتے کی بیوی بن جائے۔۔۔ تو یقیناوہ خود بھی ان سے جلدی جلدی ملنے آیا کرئے گی شہر سے۔۔۔اور ان کے پوتے کو بھی لائے گی۔۔۔ جبکے اگر کسی شہری لڑکی سے اس کی شادی ہوئی ی تو ڈر ہے۔۔۔کے نہ وہ خود کبھی ملنے آئی ی گی نہ کبھی عبدالرحمان کو آنے دے گی۔۔۔۔ پھر وہ بھی اپنے باپ کی طرح ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لے گا۔۔۔

پھر وہ اپنے پوتے کی شکل دیکھنے تک کو ترس جائی یں گی۔۔۔

یہی سبب تھا کے وہ آمانی کو مسلمان کرنے کی جتن میں جتی رہتی تھیں۔۔۔ مگر وہ لڑکی کسی صورت اپنا دھرم چھوڑنے کے لیے راضی نہ تھی۔۔۔

وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی۔۔۔اس کے کمرے کے دروازے تک پہنچی۔۔۔

دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔

آہستگی سے دروازے پر دستک دی۔۔۔ مگر اندر سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔۔۔

اس نے پھر دستک دی۔۔۔۔ مگر اب بھی کوئی ی جواب نہ تھا۔۔۔

وہ دھیرے سے خود ی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ی۔۔۔

اسی لمحے وہ لائی ٹ پیلے رنگ کی ٹاول لور پارٹ پر باندھے نہا کر نکلا۔۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا کے سامنے ہی آمانی کھڑی نظر آ جائے گی۔۔۔آمانی کو بھی کہاں اندازہ تھا کے وہ اِس حالت میں اسے دیکھے گی۔۔۔۔

وہ اچانک ہی روبرو ہوئے۔۔۔

اس کے خوبصورت وکشادہ سینے پر پانی کی بوندیں سرایت کرتی نیچے کی جانب ڈھلک رہی تھیں۔۔۔ جنھیں دیکھتے ہی۔۔۔وہ لڑکی عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہوئی ی۔۔۔

شدید گرمی کا احساس ہونے لگا۔۔

گال مکمل سرخ پڑھ گ ئی ے۔۔ جیسے جل رہے ہوں۔۔

۔۔۔جبکے دوسری جانب۔۔۔۔عبدالرحمان اس سجی سوری لال رنگ میں ملبوس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جو کسی کو بھی پہلی نگاہ میں اپنا آسیر بنا لے۔۔۔۔

کیا کام تھا؟؟۔۔"نہایت سنجید گی سے استفسار کیا۔۔۔"

وہ۔۔۔وہ۔۔"اسے دیکھنے کے بعد۔۔۔بھول بیٹھی۔۔۔آنے کی وجہ کیا" ہے۔۔

کام تو صرف دل کر رہا تھا دماغ تو ہتھیار پھینک کر سرنڈر کرنے کی چاہ میں مچلا۔۔۔

لڑکی اگر کوئی ی کام نہیں تو جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ سختی سے بولا۔۔۔ ساتھ ساتھ تیزی سے بیڈ پر رکھی اپنی بلیک ٹی۔شرٹ زیب تن کرنے لگا۔۔۔۔

وہ فوراً ہی وہاں سے چل دی۔۔۔۔

"اور ہاں۔۔۔ تھوڑی تمیز سیکھو۔۔۔۔ ایسے ہی منہ اٹھائے نہیں چلے آتے کسی کے کمرے میں۔۔۔" وہ دبے دبے غصے میں گویا ہوا۔۔۔

جو مقابل کو تذلیل کا زوردار طمانچہ معلوم ہوا اپنے چہرے پر۔۔ مگر پھر بھی خاموشی سے سن کر۔۔۔ نیچے چلی آئی ی۔۔۔

آنکھیں بھر آئی یں تھیں اس کی۔۔۔ سمجھ نہیں پاتی تھی کیا غلطی کی ہے اس نے۔۔۔ جواِس قدر خفا رہتا ہے وہ سنگ دل۔۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

کھانے کے دوران اماں نے دانستہ طور پر اس کی شادی کا تذکرہ چھیڑا۔۔۔

"ان کے تیری شہری ماں نے کوئی ڈھونڈی اب تک تیرے لیے؟؟"۔۔۔ سوال پر پیچھے کھڑی آمانی کی سانس اٹکی۔۔۔

اس نوجوان کا بھی کھانے پر ہاتھ رکا۔۔۔

پہلے اماں پھر پیچھے سانس روکے کھڑی آمانی کو دیکھا۔۔۔

اس لڑکی کی حالت دیکھ۔۔۔ کوئی بھی کہ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ کے بس وہ سنگ دل ہاں کرے گا۔۔۔ اور اس کی جان نکل جائے گی۔۔۔

ارے اچھا یاد دلایا۔۔۔ ماں نے آپ کو سلام بھیجا تھا۔۔۔ اور چھوٹی نے ”بھی۔۔۔ کہ رہی تھیں کے دل کرتا ہے آپ سے ملنے آئی یں۔۔۔ ہو سکتا ہے اگلی بار چھوٹی کو ساتھ لاؤ ں۔۔۔“ وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔ بڑی صفائی ی کے ساتھ۔۔۔ موضوع یکدم تبدیل کر گیا تھا۔۔۔

اماں اپنی پوتی سے ملنے کی خوشی میں موضوع کی تبدیلی محسوس نہ کر سکیں۔۔ مگر پیچھے کھڑی اس دوشیزہ نے کر لی تھی۔۔۔

وہ پھر ایک رات رک کر واپس لوٹ گیا۔۔۔

اس بار جب اماں قرآن کی تلاوت کرنے بیٹھتیں تو وہ از خود ہی اپنے دلی سکون کے لیے ان کے پاس آکر خاموشی سے بیٹھ جاتی۔۔۔

آہستہ آہستہ وہ کلام دل کو سکون بخشتا معلوم ہونے لگا۔۔۔

محترمہ میمونہ نے اس کی ہر تبدیلی کو بہت قریب سے محسوس کیا۔۔۔

ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے۔۔۔کے عبدالرحمان پھر اپنی دادی سے ملنے چلا آیا۔۔۔

وہ گائے بکریوں کو پیار کر رہا تھا جب انھوں نے اچانک ہی سوال کیا۔۔

”کوئی اچھا لڑکا ہے تیری نظر میں؟؟“ ان کے سوال پر۔۔۔ جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔۔۔

اک دو ثانیوں کے لیے مبہوت کھڑا رہا۔۔۔

کیونکہ اس کی کمر میمونہ خاتون کے سامنے تھی اس لیے وہ چہرے پر ظاہر ہوئے تاثرات نہ دیکھ سکیں۔۔۔

”کچھ پوچھا ہے تجھ سے۔۔۔“ انھوں نے اپنے سوال پر زور دیا۔ تو وہ پلٹ کر۔۔۔ اپنے چہرے کو نارمل کرتے۔۔۔ انجان لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

”بہت سارے ہیں۔۔۔ مگر تو کیوں اچانک پوچھ رہی ہے اماں؟۔۔“

کیا وہ نہیں جانتا تھا سوائے آمانی کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے ان کے کسی لڑکے کا ذکر کرنے کی۔۔۔

"ڈھیٹ بہت اپنی آمانی کے لیے پوچھ رہی تھی۔۔۔ مگر ہو ہندو۔۔۔۔ ہے۔۔۔ دھرم نہیں چھوڑتی اپنا۔۔۔۔ اس لیے اسی کے دھرم والے سے بیاہ کا سوچ رہی ہوں۔۔۔ جوان لڑکی ہے وہ اب۔۔۔ کب تک اس کا بوجھ سنبھالوں۔۔ جلد سے جلد اسے اس کے گھر کا کرنے کا سوچ چکی ہوں۔۔۔ بس اچھا سہ لڑکا مل جائے۔۔۔ بھلے سے غریب ہو۔۔۔ مگر ہو شریف۔۔۔ اس گاؤں کے جاہل مردوں کی طرح بیوی پر ہاتھ اٹھانے والا نہ ہو۔۔۔ میں نے اپنی آمانی کو بڑے لاڈو سے پالا ہے۔۔۔"

انکی باتیں خاموشی سے سنتا رہا۔۔۔ اور پھر تیز قدم لیتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

کچھ ماہ گزر ئے تو وہ اپنی بہن کی شادی کا کارڈ دینے آیا۔۔۔

اس رات وہ واپسی کا ارادہ لیے ہوئے تھا۔۔ لیکن محترمہ میمونہ نے اسے زبردستی روک لیا۔۔۔

آمانی اماں کا بستر لگا کر۔۔۔انھیں بلانے باہر آئی ی۔۔۔تو اچانک کان کی سماعت سے اپنا نام ٹکرایا۔۔۔

عبدالرحمان تم آمانی کو اپنے گھر لے جاؤ اپنی ماں کے پاس۔۔۔میں بوڑھی" اب بہت بیمار رہنے لگی ہوں۔۔۔ تم سے پہلے بھی ذکر کیا تھا میں نے۔۔۔

کے کوئی ی اچھا سہ رشتہ ڈھونڈ دو اس کے لیے۔۔۔ مگر تم نے تو کوئی ی جواب نہ دیا۔۔ زندگی بھر یوں ہی تو نہیں بیٹھا کر رکھ سکتی میں اسے۔۔۔اب یا تو تم اسے اپنے ساتھ شہر لے جاؤ یا اس کی شادی کا بندوبست کرؤ۔۔۔"

اماں کی باتیں سن۔۔۔اس کا دل پھٹنے کو تھا۔۔۔

عبدالرحمان کے علاوہ وہ کسی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"اماں ابھی چھوٹی کی شادی ہو جائے۔۔۔ پھر دیکھ لیں گے اس معاملے کو۔۔۔" کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد۔۔۔وہ گمبھیر لہجے میں بولا۔۔۔

اس کے جملے دل پر بجلی بن کر گرے۔۔۔یعنی وہ خود ڈھونڈنے والا تھا اس کے لیے کسی اور لڑکے کا رشتہ۔۔۔

ناجانے دل ٹوٹ کر زیادہ بکھرا یا اس کی ہستی۔۔۔۔

پوری رات وہ بلک بلک کر روتی رہی۔۔۔اب تو جان ہی نکلے جسم سے تو کچھ سکون میسر آئے۔۔۔

سچی انس لگی تھی دل کو اس سے۔۔۔جو دیکھتا تک نہیں۔۔۔

صبح اٹھ کر۔۔۔اس کے لیے ناشتہ بنانے پہنچی تو وہ جا چکا تھا۔۔۔جبکے اماں فجر کی نماز میں مشغول تھیں۔۔۔

شدید گرمی کے سبب ان کی پیشانی پر پسینہ چمک رہا تھا۔۔اس کے باوجود ان کا سجدہ طویل تھا۔۔۔جیسے عموماً ہوتا۔۔۔۔

انھوں نے سلام پھیرا۔۔۔تو اسے خود کو کھوئے کھوئے انداز میں تکتا ہوا پایا۔۔۔

نی۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہی ہے؟؟۔۔"وہ حیران ہوئی یں تھیں اسے اپنے" قریب کھڑا دیکھ۔۔۔بچپن سے ہی وہ ان کی عبادات سے بھاگتی۔۔۔۔اس خوف سے کے کہیں وہ زبردستی اسے بھی اپنے ساتھ نہ کھڑا کر لیں۔۔۔مگر آج وہ منجمد کھڑی تھی ان کے پاس۔۔۔ان کے چہرے پر نگاہیں ٹکائے۔۔۔۔

پہلے سے کہیں زیادہ دبلی ہو چکی تھی وہ۔۔۔۔۔ جیسے کوئی ی چیز اندر ہی اندر اسے گھلا رہی ہو۔۔۔وہ عشق تھا۔۔۔بلاشبہ وہ اس لڑکی کا سچا عشق تھا۔۔۔ جس کی چاہ میں وہ دن بہ دن گھل رہی تھی۔۔۔

بغیر دیکھے کیسے ایمان لے آئی ی اس پر ؟؟۔۔وہ تو آنکھوں کو دکھتا بھی" نہیں ؟؟۔۔پھر یہ بھروسہ کیسا ؟؟۔۔پھر یہ عشق کیسا ؟؟۔۔۔"وہ عجیب سے انداز میں ہلکی سی گردن موڑے۔۔۔۔پے در پے سوال کرنے لگی۔۔۔

جس کے جواب میں اماں مسکرادیں۔۔۔

میری چھوڑ اپنی بتا۔۔۔ تو نے اپنے خدا کو دیکھا ہے ؟؟۔۔۔"

"ہاں۔۔۔۔سب کو دیکھا ہے۔۔۔"

”تو ہے محال ہونا خدا دو یہاں۔۔۔؟؟ تیرے ہیں خدا کتنے۔۔۔؟؟ کو سب بہت ساروں کی بات کرتی ہے۔“ وہ اس کے جملے پر استہزائی یہ مسکرا دی تھیں۔۔۔

”کیوں محال ہے بھلا؟؟۔۔۔ ہمارے ہیں۔۔۔ اور ہر خدا کے الگ الگ کام ہیں۔۔۔ اپنے اپنے کمالات وخوبیاں ہیں۔۔ ہر ایک کے پاس الگ طاقت ہے۔۔۔“ وہ فخرانہ بولی۔۔۔

”اس کا مطلب تو کہ رہی ہے کے تیرے ہر خدا کو ایک ہی کمال آتا ہے سب کو ہر کمال نہیں آتا۔۔؟؟“

”ہاں۔۔۔“

''یعنی ایک کو جو کمال آتا ہے وہ دوسرے کو نہیں آتا؟؟''

ہاں۔۔۔ایسا ہی کچھ۔۔۔''اماں کے سوالات اسے الجھا رہے تھے۔۔۔''

کیوں؟؟۔۔۔خدا تو وہ ہوتا ہے ناں جو سب کر سکتا ہو۔۔۔اگر وہ بھی ہماری طرح کچھ کام کر سکتا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔تو پھر یہ عیب نہیں؟؟۔۔''انھوں نے خاصہ سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔(یہاں جو مفہوم بیان کیا جا رہا ہے۔۔۔اس میں خدا کی توہین کرنا مراد نہیں ہے۔۔۔بلکے خدا پر پختہ یقین ظاہر کرنا مراد ہے)

تمھارا ایک خدا... کیا سارے کمالات اکیلا کر سکتا ہے؟؟''معصومیت سے'' پوچھا۔۔۔

بالکل۔۔۔ ہمارا تو عقیدہ ہی یہی ہے۔۔ کے وہ ہر شے پر قادر ہے۔۔ تو، تو دو" سے زائی دخداؤں کا عقیدہ رکھتی ہے جبکے ہمارے نزدیک بالفرض دو ہی مان لیں تو انکی دو ممکنہ صورتیں بنیں گی

پہلی دونوں طاقت واختیار میں برابر

دوسری: ایک، طاقت واختیار میں بالاتر، دوسرا کمتر

اب یہ صفات یعنی برابری اور کمتری دونوں ہی خدائیت کے منافی ہیں

... کیونکہ

برابری بھی نقص ہے جسکی بدولت لڑائی جھگڑا ہو گا۔۔۔ مثلاً ایک گھر کے دو سربراہ، ایک اسکول کے دو ہیڈ ماسٹر، ایک ملک کے دو وزیر اعظم بنا کر تو دیکھ۔۔۔ پھر دیکھ۔۔۔ کیا فساد فی الارض ہو گا اور سب جھگڑیں گے۔۔۔

اور اسی طرح دوسری ممکنہ صورت کمتری بھی خدائی صفت کے منافی کیونکہ اس طرح زیادہ طاقتور کم طاقتور کو کچھ کرنے ہی نہیں دے گا اور اسکی کوئی چاہت پوری ہی نہیں ہونے دے گا بلکہ ختم ہی کر ڈالے گا اور جو اتنا لاچار ہو جائے وہ پھر خدا کاہے کا ہوا۔۔۔

نتیجہ۔۔۔۔ایک سے زیادہ خداؤں کو ماننا عقلی طور پر بھی ناممکن نظر آتا اور صرف ایک کو ماننا ہی عقل میں آتا ہے جو اپنے ہر کام میں اکیلا و یکتا ہو اور جو چاہے جب چاہے جتنا چاہے، کرے جبکہ دو خداؤں کے ہونے سے خدا کی """"جو چاہے """"کرنے کی صفت بھی قائم نہ رہتی۔۔۔‘‘ان کی باتیں اس کے دماغ کے بند دروازوں پر دستک دے رہی تھیں۔۔۔۔

وہ کچھ دیر یوں ہی سوچوں میں گم سم کھڑی رہی۔۔۔

میں پانی پی کر آتی ہوں۔۔۔"وہ عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھی۔۔۔۔جسے"
لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہ تھا۔۔۔

تیزی سے کہہ کر چل دی۔۔۔ محترمہ میمونہ نے بھی نہ روکا۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ پہلی بار شہر جا رہی تھی۔۔۔عبدالرحمان خود لینے آنے والا تھا۔۔۔

اس کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔

ساری تیاریاں رات کو ہی مکمل کر لی تھیں۔۔۔تاکے صبح کسی سبب سے دیر نہ ہو۔۔۔کیونکے جانتی جو تھی۔۔۔وہ سنجیدہ فوجی وقت کا بڑا پابند ہے۔۔۔

صبح تو وہ اٹھے جو رات کو سویا ہو۔۔۔وہ دیوانی تو اک لمحے کے لیے بھی سو نہ سکی تھی۔۔۔

ہائے۔۔۔پہلی بار اس کے شہر حتی کے اس کے گھر جانے والی تھی۔۔۔پیٹ میں جیسے تتلیاں سی اڑ رہی تھیں۔۔۔

اماں۔۔۔تیرا پوتا آیا کیوں نہیں اب تک؟؟۔۔کہیں لینے آنا بھول تو نہیں گیا ہمیں؟؟۔۔۔"وہ بے صبری ہو کر کب سے دروازے پر نگاہ جمائے۔۔۔۔پورے لاونج کے چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔

ارے آجائے گا۔۔۔نو بجے کا کہا تھا اس نے۔۔۔"وہ لاپرواہ سی ہو کر"
بولیں۔۔۔

مگر آمانی کی بے چین روح کو کہاں قرار آنے والا تھا۔۔۔

وہ یوں ہی ٹیل لگاتی رہی۔۔۔۔ حتیٰ کے آنکھوں کی بے قراری کو سکون آگیا
۔۔۔۔

پہلی بار اسے کاٹن کے قمیض شلوار میں ملبوس دیکھا تھا۔۔۔۔سفید رنگ
میں اس کی سفید رنگت مانو دل پر قیامت ڈھاتی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ سلام کرتے ہوئے اماں کی جانب گیا۔۔۔اس من چلی کی طرف تو اک نگاہ
بھی نہ کی۔۔۔

یہ اس کی بے رخی کا پہلا واقعہ تو نہ تھا مگر اس کے باوجود اس سنگ دل نوجوان کا نظر انداز کرنا دل کو تکلیف دیتا معلوم ہوا۔۔۔

جب سے اس سنگ دل سے محبت ہوئی ی تھی سوائے اِن میٹھے دردوں کے اس نے دیا ہی کیا تھا۔۔۔ مگر محبت میں تو وہ بھی سر آنکھوں پر تھے۔۔۔۔

اس نے اماں کا سامان اٹھا لیا تھا جبکے آمانی کا ملازم نے۔۔۔۔

وہ اور اماں آگے آگے چل رہے تھے اور وہ دیوانی عبدالرحمان کے قدموں کی چھاپ پر اپنے قدم باخوشی رکھتے ہوئے۔۔اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔

وہ ٹرین اسٹیشن پہنچے۔۔۔تو آمانی کو سالوں پرانی تلخ و خوفناک یادیں دوبارا اپنے گھیرے میں لینے لگیں۔۔۔

وہ ننگی تلواریں۔۔۔
وہ قتل و غارت۔۔۔
وہ خون سے لت پت لاشیں۔۔۔
وہ اپنی ماں کا قتل۔۔۔

خوفزدہ ہو کر۔۔۔الٹے قدم لینے لگی۔۔۔کے اچانک اس کی کمر کسی ٹھوس چیز سے ٹکرائی ی۔۔۔

مڑ کر دیکھا۔۔۔تو عبدالرحمان کو اپنے پیچھے کھڑا پایا۔۔۔

اس لمحے اس کی سیاہ آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔۔۔

اس لڑکی کے ہونٹ لرز رہے تھے۔۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔۔ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"اپنا ہاتھ اس کے گرد حائل کر۔۔۔خود سے لگا کر۔۔۔نہایت نرمی سے کہا۔۔۔

اپنا ڈر بھول۔۔۔وہ اس کا مضبوط و سخت ہاتھ دیکھنے لگی۔۔جو اس کے پتلے و نرم بازو پر تھا۔۔۔دل میں ہل چل سی مچ گ ئی۔۔۔۔

اس لمحے دل جیسے ہواؤں میں تھا۔۔۔

ٹرین کے سفر میں دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔اماں آمانی کے برابر میں بیٹھی تھیں۔۔۔

وہ موٹی سی کالی چادر میں خود کو ڈھانپے ہوئے تھی مگر قاتلانہ آنکھوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا۔۔۔

عبدالرحمان نے ٹرین کے چلنا شروع کرتے ہی۔۔اپنے سامان میں سے ایک کتاب نکالی۔۔۔اور پڑھنا شروع ہو گیا۔۔۔

کتاب کو اس قدر اونچا کر رکھا تھا کے آمانی چاہ کر بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔۔

مانو پردے کی طرح حائل کر لیا تھا اس کتاب کو۔۔۔

وہ چاند سہ چہرہ اب اس کتاب کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔۔۔

"اماں۔۔۔تو، تو بہت خوش ہو گی آ خر اتنے سالوں بعد تو اپنے بیٹے سے جو ملنے والی ہے اور اپنی بہو و پوتی سے بھی۔۔۔"اس کے کہتے ہی۔۔ میمونہ خاتون کی آ نکھوں سے آنسو جھلکنے لگے۔۔۔۔

بہت خوش۔۔اللہ بس جلدی سے یہ سفر باحفاظت کاٹ دے۔۔۔"وہ کتنا" تڑپی تھیں اپنی اولاد کو دیکھنے کے لیے۔۔۔یہ فقط وہ ہی جانتی تھیں۔۔۔

کتنے سالوں بعد آج وہ اپنے بیٹے سے ملنے والی تھی یقیناان کی خوشی اس وقت آسمانوں سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

شاید پڑھنے کا کچھ زیادہ ہی شوقین تھا وہ۔۔۔۔جب سے ٹرین اسٹارٹ ہوئی ی تھی کتاب چہرہِ نور سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ مگر وہ نہیں جانتا فقط اس کا سامنے ہونا بھی دل کو سکون بخش رہا تھا۔۔

ٹھنڈی چلتی ہوا۔۔۔اس کے چہرے سے ٹکرانے لگی۔۔اس سنگ دل کی کتاب کی پشت پر نگاہ جمائے۔۔کب سو گ ئی اسے خبر نہیں۔۔۔

بس اس کا پیچھے کے حصے سے سر ٹکا کر سونا تھا کے مقابل نے اپنی کتاب فوری نیچے کی۔۔۔۔

وہ اسے سوتا ہوا خاموشی سے تکتا رہا۔۔۔۔بہت کچھ تھا ان نگاہوں میں ۔۔۔کاش وہ دیکھتی۔۔۔ مگر وہ دیوانی تو بے خبر سو رہی تھی۔۔۔

میں کھانا لے آتا ہوں۔۔۔" ٹرین ایک اسٹیشن پر رکی۔۔۔ تو عبدالرحمان کھانا لینے کے لیے اترنے لگا۔۔۔۔

"ارے اس کی ضرورت نہیں۔۔۔ آمانی۔۔۔ اٹھ۔۔۔ کھانا نکال۔۔۔ عبدالرحمان کو بھوک لگ رہی ہے۔۔۔" میمونہ خاتون نے اس کا کندھا پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"چھوڑ اماں سونے دے اسے۔۔۔۔ بھوک نہیں لگ رہی ابھی مجھے۔۔۔ میں تو تیرے اور آمانی کے لیے ہی لینے جا رہا تھا۔۔۔" وہ فوراً ہی آہستگی سے بولا۔۔۔

دوسری جانب آمانی اتنی گہری نیند میں تھی کے اماں کے ہلانے کے باوجود بھی اس کی آنکھ نہ کھلی۔۔۔

اس اسٹیشن پر بہت سے سوار ٹرین کی بوگی میں داخل ہوئے۔۔۔

دو نوجوان لڑکے عبدالرحمان کے برابر میں آکر بیٹھ گ ئی ے۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی عبدالرحمان نے محسوس کیا کے وہ دونوں آمانی کو دیکھ دیکھ کر۔۔۔۔ایک دوسرے کے کانا پھوسی کر کے ہنس رہے ہیں۔۔۔

یہ بات اس کا خون کھولا گ ئی تھی۔۔۔اپنی مٹھیاں بھینچتے۔۔۔وہ تیزی سے کھڑا ہوا۔۔۔۔

اماں کوئی دوپٹہ دے۔۔۔۔میں یہاں پردہ لگا دیتا ہوں۔۔۔۔پھر تو بھی" آرام سے لیٹ جائی یو۔۔۔"اس کے کہتے ہی۔۔اماں نے سیٹ کے نیچے

سے پوٹلی نکالی۔۔۔ جس میں آمانی اور ان کے کپڑے تھے۔۔۔ آمانی کا ایک دوپٹہ نکال کر اسے پکڑا دیا۔۔۔۔

اس نے بھی اک لمحہ ضائع کیے بغیر کھڑکی کی جالی و سیٹ کے پاس لگے لوہے کے ڈنڈے سے دوپٹہ باندھ دیا۔۔۔

اب آمانی مکمل پردے میں سو رہی تھی۔۔۔۔

سفر کافی طویل تھا۔۔۔

تمھارا نام کیا ہے بیٹا؟؟۔۔ ''ٹرین اسٹیشنوں پر رکتی رکاتی جا رہی'' تھی۔۔۔۔ عبدالرحمان کچھ دیر پاؤں سیدھے کرنے کے لیے باہر چلا گیا

تھا۔۔۔جب واپس آیا۔۔۔تو اماں اس کی جگہ بیٹھ کر ان لڑکوں سے جان پہچان بڑھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

وہ خاموشی سے اماں کی جگہ بیٹھ گیا۔۔۔اس نے ایک بار آمانی کی جانب دیکھا جو ابھی بھی بیٹھے بیٹھے سو رہی تھی۔۔۔۔

پھر اس کی دیکھا دیکھی۔۔۔پیچھے کے حصے سے سر ٹکا کر۔۔۔آنکھیں موند لیں۔۔۔۔

"میرا نام بالان ہے اور اس کا ایشان سنگ۔۔۔"

تو تم ہندو دھرم سے تعلق رکھتے ہو؟؟۔۔"میمونہ خاتون کو آمانی کی فکر لگی رہتی تھی وہ اس کا جلد سے جلد اب بیاہ کر دینا چاہتی تھیں۔۔جس کی وجہ سے وہ ہندو دھرم سے تعلق رکھنے والا لڑکا ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔

ان لڑکوں کے ہندو نام سنتے ہی اماں کی آنکھیں چمکیں۔۔۔

تو تم دونوں ہندو دھرم سے تعلق رکھتے ہو؟؟۔۔"اماں کی آواز سے جھلکتی کھنک نے عبدالرحمان کو جھٹکا دیا۔۔۔وہ فوراً ہی آنکھیں کھولنے پر مجبور ہوا۔۔

ہاں۔۔"وہ دونوں اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔۔"

شادی ہو گئی تمھاری؟؟"اماں کے سوال پر وہ دونوں ایک دوسرے کا" چہرہ دیکھنے لگے۔۔۔پھر شرمیلی سی مسکراہٹ دونوں کے کمسن چہروں پر ابھر آئی۔۔۔

جبکے دوسری جانب عبدالرحمان کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔"وہ دونوں ہی ہم آواز بولے۔۔۔"

اچھا۔۔کہاں کے رہنے والے ہو؟؟۔۔۔"اماں تو پیچھے ہی پڑ گئیں" تھیں ان دونوں کے۔۔۔پوری کنڈلی وہیں بیٹھے بیٹھے کھلوالی تھی انھوں نے۔۔۔

وہ دونوں لڑکے بھی اماں کے ہر سوال کا جواب ایمانداری سے دے رہے تھے۔۔۔

عبدالرحمان۔۔۔ان کے گھر کا ذرا پتہ لکھ لے۔۔۔۔“اماں کی آواز پر وہ” خون کے گھونٹ بمشکل پیتا۔۔۔پردہ ہٹا کر۔۔اماں کو احتجاجی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

اماں۔۔میں نے کہا ناں یہ معاملہ بعد میں دیکھ لیں گے۔۔۔“بہت مشکل” تھا اس لمحے اپنے لہجے کو نرم رکھنا۔۔۔۔لاکھ نہ چاہنے کے باوجود بھی سختی جھلک ہی آئی ی تھی جملے میں۔۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ پڑ گ ئی یں تھیں۔۔۔

اماں نے صرف اس حسین نوجوان کی سرخ آنکھیں دیکھیں۔۔۔ پھر مزید کچھ نہ کہا۔۔۔ مزید کچھ کہنے کی ہمت بھی تو نہ تھی۔۔۔

ان سرخ آنکھوں نے مانو پوری داستان از خود بیان کر دی تھی۔۔۔

چبھتی ہوئی سی ایک نگاہ اس نے ان دو لڑکوں پر ڈالی۔۔۔ پھر واپس پردہ ڈھک دیا۔۔

اس کا خون کھول رہا تھا۔۔۔ رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔۔ ایک شکوے بھری نگاہ اس سوتے ہوئے وجود پر ڈالی۔۔۔

قاتل ہیں آنکھیں

پر نہ ان کو سزا ہے۔۔۔

غلطی آنکھوں کی لگے۔۔

دل کی خطا ہے۔۔۔

سمجھالو جتنا۔۔۔

پر یہ آنکھیں سنیں نہ۔۔۔

بولو نہ بولو۔۔۔

آنکھیں بولے رکیں نہ۔۔۔

تم کو ڈھونڈیں وہ مسافر آنکھیں۔۔۔

اپنی ہی مانیں نہ۔۔

یہ کافر آنکھیں۔۔۔

پھر غصے سے منہ پھیر کر بیٹھ گیا۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

آنکھ کھلی تو اپنے دلبر کو برابر میں بیٹھا دیکھ۔۔۔آدھی جان تو خوشی سے ہی نکل گ ئی۔۔۔

وہ تھوڑے فاصلے پر تھا۔۔۔اور یہ فاصلہ چبھ سہ رہا تھا دل کو۔۔۔۔

بہت گم سم سہ بیٹھا ہوا تھا وہ۔۔۔اس قدر گم سم کے خود پر جمی نگاہوں کی تپش بھی محسوس نہ کر سکا۔۔۔

سنیں۔۔۔"اپنے ہونٹوں کو چباتے ہوئے۔۔۔اسے آہستگی سے مخاطب" کیا۔۔۔۔

آمانی کی آہستگی سے دی آواز بھی کافی تھی اسے سوچوں کے دریا سے لوٹالانے کے لیے۔۔۔

بولیں۔۔"۔ نگاہ اس کی جانب نہ کی۔۔۔کچھ ڈھونڈنے کے انداز میں اپنے" پاؤں کو تکتے ہوئے۔۔۔جواب دیا۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں؟؟۔۔۔"بس اس کا سوال کرنا تھا کے مقابل نے حیرت" سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

ایک دو ثانیوں کے لیے دونوں کی خوبصورت آنکھیں ملیں۔۔۔

تمھیں کیسے پتا چلا کے میں ٹھیک نہیں؟؟۔۔"حیرانگی کے عالم میں" پوچھا۔۔۔

وہ دل میں برپا طوفان۔۔۔ سن سکتی تھی کیا؟؟۔۔

بس محسوس ہو گیا۔۔۔ ''آہستگی سے نیچے کے ہونٹ کو چباتے ہوئے''
جواب دیا۔۔

کیا تم وہ چیز محسوس کر پاتی ہو جو ہمارے درمیا۔۔۔۔ ''ابھی وہ اس کی سیاہ''
آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔ گمبھیر و بے تاب لہجے میں استفسار کر رہی
رہا تھا۔۔۔ کے اماں کی آواز آئی ی۔۔

آمانی اٹھ گ ئی کیا عبدالرحمان؟''ان کے اچانک سوال پر جیسے وہ حواسوں''
میں آیا تھا۔۔

فوراً آنکھیں زور سے میچتے ہوئے۔۔۔اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ جیسے کچھ یاد آیا ہو۔۔۔

ہاں اماں۔۔۔''وہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔اور پردہ ہٹا کر باہر چلا گیا۔۔۔اور اماں اندر آ کر بیٹھ گ ئی یں۔۔۔

اماں قسم سے تو نے موری نیا کو کبھی پار نہیں لگنے دینا۔۔۔جب دیکھو آمانی آمانی کرتی رہتی ہے۔۔۔''وہ منہ بسور کر کہتی ہوئی ی۔۔رخ پھیر گ ئی۔۔۔

پہلی بار تو وہ سنگ دل کوئی ی بات کر رہا تھا۔۔۔اماں نے وہ بھی نہ کرنے دی۔۔۔وہ کیسے نہ جلتی۔۔۔کیسے نہ کڑتی۔۔۔

ہیں؟؟۔۔۔میں نے کیا کیا؟؟" وہ معصومیت سے بولیں۔۔۔۔"

مگراس نے جواب نہ دیا۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ شہر پہنچے۔۔۔۔تو اماں کی آنکھیں مارے بے صبری کے جھلملانے لگیں۔۔۔۔آخر اتنے سالوں بعد وہ اپنے بیٹے سے جو ملنے جارہی تھیں۔۔۔

ان کے بوڑھے ہاتھ پاؤں لرزرہے تھے۔۔۔

ٹرین سے اترتے ہی ایک جانی پہچانی صورت نظر آئی ی۔۔۔۔جو انھیں دیکھتے ہی سلوٹ کرنے لگی۔۔۔۔

اماں کا دل تڑپ اٹھا۔۔۔بس چاہا باہوں میں بھر لیں۔۔۔۔وہ لرزتے و آہستہ قدموں کے ساتھ اپنے بیٹے کی جانب بڑھیں۔۔۔۔

ان کے بیٹے نے تیزی سے ان کے لرزتے وجود کو دونوں باہوں کے حصار میں جکڑا۔۔۔۔

ماں تو کیسی ہے؟؟۔۔''انھوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔''

آمانی کی آنکھیں یہ خوبصورت ماں بیٹے کا ملن دیکھ بھر آئی یں تھیں ۔۔۔۔جبکہ عبدالرحمان سنجیدہ کھڑا تھا۔۔۔۔
اس کی ایک نگاہ اگراپنی دادی و باپ پر تھی تو دوسری آمانی کے آنسو برساتے وجود پر۔۔۔

بہت دیر تک میمونہ بیگم اپنے بیٹے سے شکوے کرتی رہیں۔۔۔۔ مگر وہ خاموشی سے سنتے رہے۔۔۔۔

وہ گھر پہنچے۔۔۔۔ تو نہایت عالیشان بنگلہ دیکھ آمانی و اماں دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔

کہاں ان کی گاؤں کی حویلی کہاں یہ شہر کا گھر۔۔۔۔

اماں کی بہو و پوتی ان سے ملنے دروازے پر نہ آئے۔۔۔ یہ بات آمانی نے شدت سے محسوس کی۔۔۔۔

امی۔۔۔اماں کو لے آیا ہوں۔۔''عبدالرحمان ایک ساڑھی میں ملبوس پتلی
سی دکھنے والی خاتون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

وہ خاتون اپنی سیڑھیوں پر ملازمین سے صفائی کرواتی نظر آرہی تھیں۔۔۔

عبدالرحمان کی بات سنتے ہی وہ مڑیں۔۔۔

او۔۔۔ٹھیک۔۔۔''وہ مڑ کر میمونہ خاتون وامانی پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالتے''
ہوئے۔۔نہایت ٹھنڈے لہجے میں بولیں۔۔۔

ان کی رنگت گندمی تھی۔۔۔ساڑھی پہنی وہ خاتون امانی کو بڑی پیاری سی
لگی۔۔۔۔خاص طور پر ان کے بالوں میں بندھا ہوا جوڑا۔۔۔۔

محبوب سے محبت ہو تو اس کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔۔۔۔ پھر اسے عبدالرحمان کی ماں کیسے پیاری نہ لگتی۔۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَیُکم۔۔۔۔ کیسی ہیں آپ ؟۔۔" کچھ دیر کھڑے ہو کر اماں سے رسمی بات چیت کرنے کے بعد۔۔۔ وہ ملازمہ سے بولیں۔۔۔ "انھیں اوپر کا کمرہ دیکھا دو۔۔۔"

اماں سیڑھیاں زیادہ نہیں چڑھتیں۔۔۔ ان کے گھٹنوں میں درد ہو جاتا ہے۔۔۔" آمانی ان کی بات سنتے ہی احتجاجا اماں کی محبت میں بول اٹھی۔۔۔

نورین بیگم نے نیچے کے کمرے اپنے سارے رشتے داروں کے لیے مخصوص کرئے تھے۔۔۔ تاکے انھیں پریشانی نہ ہو۔۔

انھیں آمانی کا اپنے فیصلے کے درمیان میں بولنا پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

تم کون؟؟؟۔۔۔فلحال جو بھی ہو۔۔۔" خاصہ منہ کے زاویے بگاڑتے" ہوئے۔۔۔۔۔لاپرواہی سے کہا۔۔

بڑے جب بات کر رہے ہوں تو بچے بیچ میں نہیں بولتے۔۔۔" چہرے پر" مسکان مگر دانت پیس۔۔۔وہ اس کے چہرے پر ہلکا سہ ہاتھ رکھ کر ۔۔۔سمجھانے والے انداز میں کہتی ہوئی ی۔۔۔وہاں سے چلی گ ئی یں۔۔۔

جبکہ عبدالرحمان خاموشی سے کھڑا رہا۔۔۔

چل اماں اوپر ہی چل لیتے ہیں۔۔۔۔ایک ہفتے کی تو بات ہے۔۔۔"نورین بیگم میٹھی چھری تھیں۔۔۔۔وہ آمانی کے احتجاج کو سن کر بھی اَن سنی کرتے ہوتے وہاں سے چلی گ ئی یں۔۔۔

ابھی اس نے میمونہ خاتون کا ہاتھ تھام کر لچکدار انداز میں کہا ہی تھا کے عبدالرحمان تیزی سے بولا۔۔۔۔

اماں۔۔۔تو میرے کمرے میں رہ لے وہ نیچے ہے۔۔۔تجھے آسانی ہو گی۔۔۔۔"

نہیں نہیں۔۔۔میں اوپر چلی جاؤں گی۔۔۔یہ تو جھلی ہے زبان پر قابو نہیں ہے اس کے۔۔۔پتا ہی نہیں ہے کب کیا بولنا چاہیے۔۔۔۔۔میں اوپر چلی جاؤں گی۔۔۔۔تم آرام سے رہو۔۔۔"وہ ایک ذہین عورت تھیں۔۔۔۔

اپنی بہو کی بے مروتی و مغرور رویہ دیکھ چکی تھیں وہ۔۔۔۔

پھر وہ ان لوگوں میں سے تھیں جو نہیں چاہتے کہ وہ کسی کی ذات پر بوجھ بنیں یا ان کی ذات کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچے۔۔۔

"اماں تو، تو پرایا کر رہی ہے۔۔ چل میرے کمرے میں چل۔۔۔۔ ٹھاٹ سے اپنے پوتے کے کمرے میں رہ۔۔۔اور آمانی اوپر رہ لے گی۔۔۔۔" آخری جملے پر اس کی آواز آہستہ ہو گئی تھی۔۔۔۔

"ہاں اماں۔۔۔ میں اوپر رہ لوں گی۔۔ تو آرام سے نیچے رہ۔۔۔ ورنہ بعد میں گھٹنوں کا درد بڑھ گیا تو بہت تکلیف میں آجائے گی۔۔۔۔" وہ فوراً ہی عبدالرحمان کی بات کی تائید کرنے لگی۔۔۔

عبدالرحمان اماں کو اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔اپنے کمرے کی جانب۔۔۔جبکے ملازمہ آمانی کو اوپر کے کمرے میں چھوڑ آئی ی۔۔۔

اس نے ابھی اپنی پوٹلی وہاں رکھے پلنگ پر رکھی ہی تھی۔۔۔۔کے پیچھے سے نورین بیگم کی آواز آئی ی۔۔

بیٹا۔۔۔بات سنو ذرا۔۔۔" ان کی میٹھی آواز پر وہ فورا مڑی۔۔۔"

"جی۔۔۔"

وہ دراصل میرے کچھ مہمان آگ ئے ہیں اور گھر میں جگہ کی کمی"
ہے۔۔تم اگر برا نہ مانو تو دوسرا۔۔۔۔ چھوٹا والا کمرہ لے لو۔۔۔۔بھ ئی ی

اپنے مجبوری نہیں سمجھیں گے تو کون سمجھے گا۔۔۔"انھوں نے عبدالرحمان کو اپنا کمرا میمونہ خاتون کو دیتے دیکھ لیا تھا۔۔۔اس لیے آمانی سے کمرا چھینے فوراہی چلی آئی یں تھیں۔۔۔۔

آخری جملہ انھوں نے بڑی اپنائی یت سے ادا کیا۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔"وہ فوراہی راضی ہوئی ی۔۔۔"

ان کے اشارہ کرتے ہی ملازمہ اسے اسٹور روم کی جانب لے آئی ی۔۔۔

امانی خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے آگ ئی تھی۔۔۔

یہاں رہنا ہے آپ کو۔۔۔جب سونا ہو تو بتا دیجیے گا میں بستر لگا دوں گی" آپ کے لیے۔۔۔"اس ملازمہ کے نرمی سے کہتے ہی۔۔۔وہ نازک کنول کے پھول جیسی لڑکی پورے اسٹور روم میں نظر دوڑاتے۔۔۔اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

اسٹور روم میں ایک طرف پورا پرانا سامان پڑا تھا تو دوسری سائیڈ کافی حد تک خالی نظر آ رہی تھی۔۔۔

سامان کی بھرمار و بند رہنے کے سبب اسٹور روم میں شدید گرمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

لیکن وہ خاموشی سے پھر بھی رہنے کے لیے تیار تھی۔۔۔

آخر کو عبدالرحمان کی ماں نے اس کے لیے اپنائی یت کا اظہار کیا تھا۔۔۔جو دل کے اندر ایک خوشی کی لہر دوڑا گیا اس دیوانی کے۔۔۔۔

ہائے تیری محبت میں پیا لوگ میری سادہ مزاجی کا غلط فائی دہ اٹھا رہے ہیں۔۔۔۔

وہ آمانی کو وہیں چھوڑ کر جانے لگی۔۔۔

سنو۔۔۔مجھے بستر لادو۔۔پورے راستے بیٹھے بیٹھے کمر میں درد ہو گیا ہے تو" کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں۔۔"اس کے لچکدار انداز میں کہتے ہی۔۔۔ملازمہ اثبات میں سر ہلا کر چلی گ ئی۔۔۔۔

آمانی اماں کو دیکھنے باہر چلی آئی ی۔۔۔

وہ پہلی بار عبدالرحمان کا کمرا دیکھ رہی تھی۔۔۔

جتنا سادہ مزاج وہ خود تھا اتنا ہی سادگی کا حسن اس کے کمرے میں بکھرا ہوا تھا۔۔۔

اماں کو سوتا دیکھ۔۔۔وہ دبے پاؤں واپس لوٹنے لگی تھی کے اچانک نگاہ سنگار دان پر سجی عبدالرحمان کی تصویر پر نظر گئی۔۔۔

پھر تو جیسے نظر ٹھر گئی۔۔۔

دیکھنے سے کچھ سال پرانی تصویر لگ رہی تھی اس فوجی کی۔۔۔

وہ دیکھتی رہی حتی کے دل کی اسپیڈ بڑھنے لگی۔۔

تم؟؟۔۔۔"ابھی اس نے تصویر ہاتھ میں لی ہی تھی۔۔۔۔کے دروازہ" کھلا۔۔۔۔اور وہ حسین نوجوان اندر داخل ہوا۔۔۔۔

جس چیز کی اسے ذرا توقع نہ تھی وہ تھا آمانی کا اس کی تصویر پکڑے اسی کے کمرے میں ملنا۔۔۔۔

و۔۔ہ۔۔۔وہ۔۔۔"بھول گ ئی۔۔۔آئی ی کیوں تھی۔۔۔۔کمبخت" ذہن اس سنگ دل کو دیکھتے ہی نا جانے کام کیوں کرنا چھوڑ دیتا ہے۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ سختی سے بات کرئے۔۔وہ پھرتی سے تیز قدم بڑھاتی باہر جانے لگی۔۔۔۔

"رکو۔۔"اس کی رعب دار آواز پر قدم از خود رکے۔۔۔قریب تھا کے سانس بھی رک جاتی۔۔۔

"جی۔؟؟۔۔"پلٹ کر نظریں جھکائے۔۔آہستگی سے کہا۔۔۔اس قدر آہستہ کے اگر اس کی سماعت تیز نہ ہوتی تو یقیناً آواز کانوں تک رسائی ی حاصل نہ کر پاتی۔۔۔۔

"تصویر تو دیتی جاؤ۔۔۔"اس کے کہتے ہی۔۔۔دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

"او۔۔۔"تیزی سے تصویر واپس سنگاردان پر رکھنے جانے لگی۔۔

وہ خاموشی سے دونوں ہاتھ سینے پر فولٹ کر۔۔۔اس لڑکی کو اپنی تصویر سنگاردان پر رکھ کر۔۔اک لمحے ضائ ع کیے بغیر۔۔۔۔باہر کی جانب دوڑتا ہوا دیکھنے لگا۔۔۔

وہ ایسے بھاگی تھی جیسے اس کے پیچھے کتے لگے ہوں۔۔۔

اس لمحے بے اختیار ہی ایک دلفریب مسکراہٹ چہرے پر نمودار ہوئ ی۔۔۔

مگر اگلے ہی پل۔۔۔جیسے کچھ یاد آیا ہو۔۔جس کے یاد آتے ہی۔۔۔وہ حسین مسکراہٹ غائ ب ہو گ ئی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ اسٹور روم میں پہنچی تو بستر لگا ہوا تھا۔۔۔

خاصہ شرمندہ سی لوٹی تھی وہ۔۔۔۔زمین پر لگے بستر پر لیٹ کر۔۔۔نہایت گرمی میں بھی چادر منہ تک اوڑھ لی۔۔۔۔

اس کے گال جل رہے تھے۔۔۔چہرہ دہک رہا تھا۔۔۔اور دل۔۔۔اس کم بخت کی تو پوچھو ہی مت۔۔۔ایسے زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے باہر ہی نکل آئے گا۔۔۔

گالوں پر لالی چھائی ہی ہوئی تھی۔۔وہ بار بار اس لمحے کو یاد کرتی اور پھر پہلے سے زیادہ جھیپ جاتی۔۔۔

اسے کمرے کی گرمی کا ذرا احساس نہ تھا۔۔۔

اپنے ہی خیالوں میں مگن وہ سانولی سی لڑکی کب سو گ ئی۔۔۔اسے کچھ خبر نہیں۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

...اس نے اپنا کمرا اماں کو دے دیا تھا۔۔۔سارے کمرے بھرے ہوئے تھے

اس لیے خود اسٹور روم میں سونے کا فیصلہ کیا۔۔۔

وہ اپنا بستر خود اپنے ہاتھوں سے کر کے۔۔۔اپنے کمرے سے سامان لینے گیا تھا۔۔۔سامان لے کر لوٹ ہی رہا تھا کے اماں کو نیند میں ہی درد کی شدت سے کراہتا دیکھ۔۔۔وہ رک گیا۔۔۔

ان کے قدموں کے پاس بیٹھ کر خوب ان کے پاؤں دبانے لگا۔۔۔

جس پر وہ نیند میں ”آمانی تھوڑا آہستہ دبا“ کہہ رہی تھیں۔۔۔

جب وہ واپس اسٹور روم میں لوٹا۔۔۔ تو آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔ کیونکے اس کے بچھائے بستر پر پہلے سے ہی کوئی ی چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

ابھی اسے اوٹھانے کی نیت سے۔۔۔ نزدیک بیٹھا ہی تھا۔۔۔ کے اس خوبصورت و پُرکشش لڑکی نے کروٹ لی۔۔۔

کروٹ لیتے وقت چادر اس کے چہرے سے کھسک گئی۔۔۔

آمانی۔۔۔" وہ حیران و پریشان ہوا تھا اسے اسٹور روم میں اپنے بستر پر سوتا" ہوا دیکھ۔۔۔

وہ یہاں کیسے ؟؟۔۔ذہن الجھا۔۔۔۔

سوتے ہوئے تو بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی وہ۔۔۔۔دل نہ چاہا۔۔۔کے اسے اٹھائے۔۔۔۔

کچھ فاصلے پر زمین پر ہی لیٹ گیا۔۔۔۔۔

اپنے بازو کو تکیہ بنا کر سر کے نیچے لگا لیا۔

عجیب بات یہ نہیں تھی کے آمانی کو کمرے کی گرمی کا احساس نہ تھا۔۔۔ عجیب بات تو یہ تھی کے اسے بھی نہ تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بالکل سیدھا لیٹا رہا۔۔۔اسے نہ دیکھا۔۔۔ جیسے قسم کھائے بیٹھا ہو کے سامنے بھی آ جائے تو دیکھے گا نہیں۔۔۔۔

مگر کتنی دیر؟؟۔۔۔

کچھ دیر سیدھا لیٹنے کے بعد۔۔۔ کروٹ اس کنول کے کھلتے پھول کی جانب لی۔۔۔۔ جو اس کی نگاہوں سے بے خبر سو رہی تھی۔۔

اسے پلک جھپکائے بغیر تکتا رہا۔۔۔۔ بس تکتا رہا۔۔۔۔

کاش آمانی دیکھتی کے وہ اسے کیسے دیکھتا ہے۔۔۔۔بہت کچھ تھا ان آنکھوں میں۔۔۔ مگر ہائے۔۔۔وہ بے خبر پر سکون نیند سو رہی تھی۔۔۔

وہ سنگ دل کہاں جانتا ہے کے اس لڑکی کے دل کو سکون دیتی ہے اس کی نزدیکی۔۔۔۔

صبح آنکھ کھلی۔۔۔۔تو اپنے سر کے پاس ملازمہ کو کھڑا پایا۔۔۔۔

جی'' وہ الجھ کر۔۔۔۔''

عبدالرحمان سر نے کہا ہے کے آپ اپنی دادی کے ساتھ سوئی یں یہاں''

''نہیں۔۔۔

ملازمہ کی بات سنتے ہی اسے جھٹکا لگا۔۔۔وہ دلبر کیسے جانتا۔۔۔کے وہ اسٹور روم میں سو رہی ہے۔۔۔

کیا وہ یہاں آئے تھے؟" وہ تجسس کے سبب پوچھے بغیر رہ نہ سکی۔۔۔"

پتا نہیں۔۔۔مجھے جتنا سر نے کہنے کو کہا۔۔۔میں نے آپ سے کہہ دیا۔۔" وہ نرمی سے کہتے ہوئے۔۔۔وہاں سے چلی گئی۔۔۔"

آمانی اٹھ کر باہر نکلی۔۔۔تو گھر میں مایو مہندی کی تیاریاں چل رہی تھیں ۔۔۔

وہ اماں کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

آمانی بیٹا۔۔۔" اسے دیکھتے ہی نورین بیگم نے آواز لگائی ی۔۔"

جی" وہ تیزی سے ان کے پاس گ ئی۔۔۔۔"

بیٹا۔۔یہ مہندی والی کو کپڑا دے کر آ جاؤ ۔۔۔وہ اوپر مریم کے کمرے میں" ہے۔۔۔" انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔تو وہ فورا راضی ہوئی ی۔۔۔

وہ کپڑا لے کر اوپر پہنچی تو خیال آیا کے اسے تو علم ہی نہیں۔۔۔کے مریم کا کمرا کون سہ ہے

چلو دروازہ بجا کر دیکھ لیتی ہوں۔۔۔" وہ اِدھر اُدھر دیکھ۔۔۔ سوچتے ہوئے" بڑ بڑائی ی۔۔

اس نے پہلا دروازہ بجایا۔۔۔تو دروازہ ایک لڑکے نے کھولا۔۔۔

"کیا یہ مریم کا کمرا ہے؟؟۔۔"وہ لڑکا سر تا پاؤں آمانی کا تنقیدی جائزہ لے رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔وہ سامنے والا ہے۔۔۔"اس نے آہستگی سے جواب دیا۔۔۔

"شکریہ۔"وہ رسمی مسکراہٹ چہرے پر سجائے شکریہ ادا کرتی ہوئی ی تیزی سے سامنے والے کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔

"سنیں۔۔۔"اس نے پیچھے سے مخاطب کیا۔۔۔جس پر آمانی نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

آپ کون ؟؟۔۔۔"وہ کالے رنگ کے قمیض شلوار میں ملبوس" تھی۔۔۔لال رنگ کا دوپٹہ سر پر تمیز سے اوڑھ رکھا تھا۔۔۔۔

بالوں میں بیچ کی مانگ تھی۔۔جبکہ کمر پر اس کی موٹی سے چوٹی۔۔۔اُس کمسن نوجوان کی توجہ کا مرکز بنی تھی۔۔۔۔

میں۔۔۔آمانی۔۔۔"اس نے آہستگی سے اپنا تعارف دیا۔۔۔"

تم لڑکے والوں کی طرف سے ہو؟؟۔۔۔یا پھوپھو کے سسرالیوں میں" سے ہو؟؟۔۔۔یا یہاں کسی کام سے آئی ی ہوئی ی ہو؟؟۔۔۔"اس نے پے در پے سوال کیے۔۔۔۔

یقیناوہ اس کی ذات میں دلچسپی ظاہر کر رہا تھا۔۔۔۔

میں اماں کے ساتھ گاؤں سے آئی ہوں۔۔۔"اس کا جواب سنتے ہی وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔۔۔

اماں کون؟۔۔"اگلے ہی لمحے۔۔۔الجھ کر۔۔ایک ابرو اچکا کر پوچھا۔۔"

"اماں۔۔۔مریم کی دادی۔۔۔"

اوو۔۔اچھا۔۔"وہ ہونٹ گول کرتے ہوئے۔۔۔"

آمانی نے گمان کیا۔۔۔کے اب اس کے سوال ختم ہو گئے۔۔۔تو وہ خاموشی سے پلٹ کر جانے لگی۔۔۔

میرے بارے نہیں پوچھو گی کچھ۔۔۔"اس کے پلٹتے ہی۔۔۔وہ لڑکا تیزی"
سے بولا۔۔۔

جس پر آمانی حیرت سے مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

وہ بھلا ایک انجان لڑکے سے کیوں اس کے متعلق پوچھنے لگی۔۔۔۔

"جی؟؟۔۔"

چلو میں خود اپنا تعارف دے دیتا ہوں۔۔۔میں سلمان۔۔مریم کے بڑے"
ماموں کا بیٹا۔۔نورین میری پھوپھو ہیں۔۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے
کہا۔۔۔تو وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

''ٹھیک۔۔۔''

پھر خاموشی سے سامنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔ کپڑا مہندی والی کو دے کر جب وہ واپس باہر آئی ی تو سلمان کو ابھی بھی دروازے پر کھڑا پایا۔۔۔

اس کے سامنے سے گزرتے ہوئے تھوڑا عجیب محسوس ہوا۔۔۔ جیسے قدم بھاری ہوئے ہوں۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

نورین بیگم نے تو آمانی کو اپنی ملازمہ ہی سمجھ لیا تھا۔۔۔

شروع میں توکام بولتے وقت تھوڑی لچک تھی ان کے لہجے میں مگر رات ہوتے ہوتے وہ لچک بھی غائب ہو گئی۔۔۔اب وہ ایسے آمانی سے کام بول رہی تھیں جیسے اپنی ملازمہ سے بول رہی ہوں۔۔۔

آمانی۔۔۔ذرا یہ پانی صاف کر دو۔۔۔۔پتا نہیں کون پھینک کر چلا گیا۔۔۔"نورین بیگم سیکنڈ فلور پر۔۔۔ایک کمرے کے دروازے کے پاس پڑا پانی دیکھ۔۔۔اسے بلا کر۔۔۔ملازمہ کی طرح حکم صادر کر۔۔۔وہاں سے چلی گئی ہیں۔۔۔

صبح سے کام کر کر کے۔۔۔اب اس کا جسم دکھ رہا تھا۔۔۔اسے کہاں عادت تھی اتنے کام کی۔۔۔اس کے گھر میں تو سارے کام ملازم کرتے تھے۔۔۔۔بڑے لاڈ سے پالا تھا میمونہ بیگم نے اسے۔۔۔

پھر رات کو فرش پر سونے کے سبب کمر میں الگ درد اٹھنے لگا تھا۔۔۔

اہ۔۔۔"وہ ایک چھوٹی بالٹی اور کپڑا لا کر۔۔۔اکڑو بیٹھ کر پونچا لگانے"
لگی۔۔۔

ساتھ ساتھ درد کی شدت سے کراہ بھی رہی تھی۔۔۔۔

پونچا لگا کر۔۔۔ بالٹی ہاتھ میں لیے۔۔۔ابھی کھڑی ہی ہوئی ی تھی۔۔۔کے
سامنے نگاہ پڑئی ی۔۔۔اور ایسی پڑئی ی کے پلٹ کر آنا بھول گ ئی۔۔۔

وہ حسین نوجوان سامنے کھڑا اسے ہی سرخ چہرے کے ساتھ تک رہا تھا۔۔۔

محسوس ہوا جیسے وہ بہت غصے میں ہو۔۔۔ پھر مقابل کی آنکھوں سے نکلتی شعاؤں نے شدت سے احساس دلایا کے وہ غصہ اُسی پر ہے۔۔۔۔ مگر کیوں؟؟؟۔۔۔

وہ الجھی۔۔۔۔

زیادہ دیر اس کی غصیلی نگاہوں کی تاب نہ لا سکی۔۔۔ اس لیے نظر جھکا لی۔۔۔۔

پاؤں منجمد ہو گئے تھے اپنی جگہ۔۔۔۔ دماغ جیسے اس دلبر کی ناراضگی میں ہی اٹک گیا ہو۔۔۔

وہ مٹھیاں بھینچتا ہوا۔۔۔ وہاں سے خاموشی سے چلا گیا۔۔

اسکی ناراضگی وغصے کی وجہ نہیں سمجھ سکی تھی وہ دوشیزہ۔۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ تھکن سے چور... سونے کی نیت سے عبدالرحمان کے کمرے میں آئی ی۔۔۔تواماں کوایک سفید رنگ کی بڑی خوبصورت سی فراک دیکھتے ہوئے پایا۔۔۔

یہ کس کی ہے ؟" بڑے تجسس سے استفسار کیا۔۔۔۔"

یہ عبدالرحمان لایاہے تیرے لیے۔۔۔۔"ان کی بات سنتے ہی مارے" خوشی کے وہ بھاگتی ہوئی ی اس فراک کے پاس آئی ی۔۔۔

"اتنی پیاری فراک۔۔۔ تیرا پوتا میرے لیے لایا؟؟۔" جگنو جگمگا رہے تھے اس کی سیاہ آنکھوں میں۔۔۔ پھر سے تصدیق کرنے کے لیے پوچھنے لگی۔۔یقین جو نہیں آرہا تھا اپنے کانوں کی سماعت پر۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔ کہنے لگا بازار گیا تھا تو اس پر نظر پڑی سوچا تیرے لیے لے آئے۔۔۔" عبدالرحمان نے جو کہا تھا اس فراک کو دیتے وقت۔۔۔اماں نے وہ امانی تک پہنچا دیا۔۔۔

اس دیوانی کی خوشی اس لمحے دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔

اچانک اس کے غصیلے رویے کا خیال آیا۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پاتی تھی آخر وہ اتنی بے رخی کیوں دیکھاتا ہے۔۔۔

کیا ہوا؟؟۔۔اچھا نہیں لگا تجھے؟؟۔۔۔"اماں اسے کھویا کھویا"
دیکھ۔۔۔ تیزی سے پوچھنے لگیں۔۔۔

اچھا ہے۔۔۔ مگر تو واپس کر دے اماں۔۔۔"اسنے کچھ سوچتے ہوئے"
سوٹ سے دور ہٹ کر۔۔۔ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

دل پر منو بوجھ رکھ کر اس کا دیا سوٹ واپس کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔

ہیں؟؟۔۔ مگر کیوں؟؟۔۔۔تحفے ویسے بھی واپس نہیں کیے"
جاتے۔۔۔"اماں تیزی سے احتجاجا بولیں

وہ تیرا پوتا ہے۔۔۔ تیرے لیے کپڑے لائے۔۔۔ میرے لیے کیوں لا رہا ہے؟؟۔۔ بات تو کرتا نہیں سیدھے منہ۔۔۔۔" دل میں چھپا سالوں پرانا شکوہ آج زبان پر آ ہی گیا تھا آخر۔۔۔۔

اپنی جگہ وہ بھی ٹھیک تھی۔۔۔۔

بات سیدھے منہ کرتا نہیں۔۔۔اور تحفہ دے رہا ہے۔۔۔۔

اماں نے پھر کچھ نہ کہا۔۔۔۔

"تو پھر خود ہی واپس کر آ۔۔۔۔" اماں نے کھڑے ہو کر۔۔۔اس کے ہاتھ میں سوٹ پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ ہکا بکا ہوئی ی۔۔۔

کیا اماں نے نہیں دیکھا کیسے عبدالرحمان کے سامنے آتے ہی اس کی زبان پر تالے لگ جاتے ہیں۔۔

وہ تجھے دے کر گیا ہے۔۔ تو ہی واپس کر دے ناں۔۔۔"اس کے چہرے کے رنگ اڑے۔۔۔

عبدالرحمان کے سامنے جاتے ہی دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔۔۔ سوٹ کہاں سے واپس کرے؟؟۔۔۔

اماں کو واپس سوٹ پکڑانے کی کوشش کرتے ہوئے۔۔ لچکدار انداز میں بولی۔۔۔

نہیں۔۔۔تجھے مس ئی لہ ہے تو واپس کر۔۔۔وہ سوال کرےئ گا۔۔۔ خفا" ہو گا۔۔تو کون سہے گا اس کی خفگی ؟؟۔۔۔"اماں نے ہاتھ کھڑے کرتے کہا۔۔۔

گویا لڑائی ی کے میدان میں اسے اکیلا چھوڑ کر خاموشی سے پتلی گلی سے نکل گ ئی یں تھیں۔۔۔

اب کھڑی کیا ہے ؟؟۔۔جا۔۔۔واپس کر۔۔۔اگر ہمت ہے تو"اماں نے" دانستہ طور پر۔۔۔ہمت کا لفظ مرچیں لگانے کے لیے ادا کیا۔۔

تو،تو مجھے بزدل سمجھتی ہے ؟؟۔۔۔ڈرتی نہیں ہوں تیرے پوتے" سے۔۔۔آمانی نام ہے میرا۔۔۔ابھی واپس کر کے آتی ہوں۔۔۔تو دیکھ

بس۔۔۔"وہ سوٹ لے کر۔۔۔ بڑے بھرم سے اماں کے سامنے۔۔۔ کمرے سے نکلنے لگی۔۔ لیکن ابھی دو قدم بھی نہ چلی تھی کے سامنے سے کسی لمبے چوڑے وجود سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔۔

نظر اٹھائی ی تو وہ نورِ نگاہ کھڑا نظر آیا۔۔۔

اسے دیکھتے ہی اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔

چہرے کا سارا بھرم اگلے ہی پل ہوا میں غائی ب ہوا۔۔۔۔

عبدالرحمان کی پہلی نگاہ اپنے لائے سوٹ پر گ ئی۔۔ جو امانی کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

چہرے پر اطمینانی چھائی ی۔۔۔

وہ۔۔میں یہ چوڑیاں دینا بھول گیا تھا۔۔۔وہ دینے آیا تھا۔۔۔"اس نے" نظر جھکائے۔۔۔ سنجیدگی سے چوڑیاں اس کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

اک دو ثانیوں کے لیے وہ بے یقینی سے اس کے ہاتھ میں پکڑی لال چوڑیاں دیکھنے لگی۔۔۔

اس کی نگاہوں کی تپش محسوس کر۔۔۔مقابل نے بھی آنکھیں اٹھائی یں۔۔۔دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔

آمانی کو تیرا لایا سوٹ پسند نہیں آرہا۔۔۔وہ واپس کرنے آرہی تھی" تجھے۔۔۔"ابھی وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں محو تھے کے اماں نے کباب میں ہڈی کا کردار باخوبی ادا کیا۔۔۔

اماں کے کہتے ہی عبدالرحمان نے شکوے بھری نگاہ سے آمانی کو دیکھا۔۔۔پہلی بار تو وہ اپنی زندگی میں کسی لڑکی کے لیے بازار سے کپڑے خرید کر لایا تھا۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔۔امانی نے اس کے چہرے پر مایوسی جھلکتی دیکھی۔۔

اماں۔۔۔"وہ فوراہی میمونہ خاتون کو دیکھ۔۔۔دبی دبی غراہٹ میں" بولی۔۔۔

میں کیا کرؤں گا واپس لے کر۔۔۔ پھینک دو اسے۔۔۔''نروٹھے پن''
سے کہتے ہوئے وہ تیزی سے پلٹ کر جانے لگا۔۔۔

آمانی کو موقع ہی نہ دیا اپنی بات کہنے کا۔۔۔

جاتے جاتے وہ ہاتھ میں پکڑی چوڑیاں وہاں دیوار سے لگی ٹیبل پر رکھتا
ہوا۔۔۔ چلا گیا۔۔۔

آمانی نے دانت پیستے ہوئے اپنا سر پیٹا۔۔۔

اماں کیا ضرورت تھی بولنے کی ؟۔۔''وہ مڑ کر۔۔۔ بھری آنکھوں کے''
ساتھ اماں پر بگڑی۔۔۔

بگڑ کیوں رہی ہے ؟؟۔۔ میں نے تو تیری مدد کی بولنے میں۔۔۔ ''اماں''

فورا معصومیت سے گویا ہوئی یں۔۔

جس پر وہ پاؤں پٹکتی ہوئی ی۔۔۔ باہر جانے لگی۔۔اسی لمحے ٹیبل پر رکھی

چوڑیوں پر نظر گ ئی۔۔۔۔

اسے ہاتھ میں لے کر۔۔ وہ اسٹور روم کی جانب بڑھ گ ئی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ اسٹور روم میں داخل ہوئی ی۔۔۔ تو خود سے پہلے عبدالرحمان کو وہاں لیٹا

ہوا پایا۔۔۔۔

خاصہ کھویا کھویا نظر آ رہا تھا وہ۔۔۔

آہستہ قدم لیتی وہ اندر آئی ی۔۔۔ تو عبدالرحمان اس کے قدموں کی آہٹ سن۔۔۔ تیزی سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔

کہاناں پھینک دو۔۔۔واپس دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔''وہ غصیلے لہجے'' میں اس کی جانب دیکھ۔۔۔ بول اٹھا۔۔۔۔

میں یہاں سونے آئی ی تھی۔۔۔''اس سانولی سلونی نے نظریں جھکائے'' اپنے آنے کی وجہ بتائی ی۔۔۔اور خاموشی سے تھوڑا فاصلے پر جاکر۔۔۔ایک کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

سوٹ وچوڑیاں اپنی جھولی میں رکھ کر۔۔۔اپنا سر پیچھے کرسی سے لگالیا۔۔۔

عبدالرحمان اس کی بات سن۔۔۔خاموشی سے واپس لیٹ گیا۔۔۔۔

غصے کی شدت کے سبب۔۔۔اس کی جانب اپنی پشت کرلی۔۔۔۔

ماحول پر مکمل خاموشی طاری رہی۔۔۔۔

کافی دیر بعد غصے کی شدت کم ہوئی تو ہلکی سی کروٹ لے کر۔۔اس لڑکی کی جانب دیکھا۔۔۔جو بیٹھے بیٹھے نیند کے جھونکے لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کچھ لمحے بس ساکت ہوئے اسے جھونکے لیتے دیکھتا رہا۔۔۔

وہ سادہ سی دکھنے والی لڑکی آنکھوں کو بہت پیاری سی لگی۔۔۔

اپنی جگہ سے اٹھ کر۔۔۔اسکے پاس چلتا ہوا آیا۔۔۔

اس کے مقابل بیٹھ کر۔۔۔قریب سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔چہرے پر از خود مسکراہٹ بکھرنے لگی۔۔۔

شدت سے دل چاہا کے اسے چھو کر دیکھے آج۔۔۔۔

مزید اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لا کر۔۔۔اس کی سانسوں کی مہک کو محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

اپنے دل کو پہلی بار بغاوت کرتے پایا۔۔۔اس کے رخسار پر آتے بال ۔۔۔۔اپنی انگلیوں کے پوروں سے۔۔۔آہستگی و نرمی سے۔۔۔کان کے پیچھے کرتے۔۔۔اسے تکنے لگا۔۔

اس کی مہک بہت میٹھی سی تھی۔۔۔اتنی میٹھی کے دل چاہا بس خود میں سمو لے۔۔۔

ابھی اسکی مہک قریب سے محسوس کر۔۔۔اس کی ناک سی اپنی ناک ملا کر۔۔۔۔آنکھیں موندی ہی تھیں۔۔۔کے مقابل کی آنکھ کھلی۔۔۔

اچانک اپنے اتنے نزدیک اسے دیکھ۔۔۔دل کی اسپیڈ بڑھی۔۔۔جبکے سانس رک سی گ ئی۔۔۔

وہ دلبر نہیں جانتا۔۔۔اس کی تو نزدیکی بھی آمانی کے لیے قیامت ہے۔۔۔

وہ۔۔۔''اچانک محسوس ہوا جیسے وہ سانس نہ لے رہی ہو۔۔تو تیزی سے'' آنکھیں کھول کر۔۔۔اس کنول کے کھلتے پھول کو دیکھا۔۔۔

مقابل حسینہ کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوئی یں۔۔۔تو وہ ڈر گیا۔۔۔

اگر ابھی تک چینل سبسکرائب نہیں کیا ہے تو پلیز چینل سبسکرائب کر لیں☺۔۔۔۔۔

خوف لاحق ہوا۔۔۔کے کہیں وہ کوئی ی غلط مطلب اخذ نہ کر لے اس کی نزدیکی کا۔۔۔۔

یہ نہ سمجھ بیٹھے کے وہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔

”میں تو بس تمھیں اٹھانے آیا تھا۔۔۔کے یہاں مت سو۔۔۔اماں کے ساتھ جا کر سو۔۔۔“فوراً ہی دور ہٹ کر کھڑے ہوتے ہوئے۔۔۔ نظریں چراتے۔۔ سنجیدگی سے کہا۔۔۔

جس پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔

”نہیں۔۔۔میں اماں کے ساتھ نہیں سو سکتی۔۔۔“اس کا دلبر اس کے پاس تھا۔۔۔چوری چوری ہی صحیح وہ اسے جی بھر کے دیکھ سکتی تھی آج۔۔۔۔۔۔

پھر بھلا وہ پاگل تھی کے اپنے محبوب کی قربت و نزدیکی کا اتنا خوبصورت موقع ہاتھ سے جانے دے۔۔۔

وہ دیکھ چکی تھی عبدالرحمان بستر سمیت لیٹا ہوا تھا۔۔۔ جس کا مطلب صاف تھا کے وہ یہیں سونے والا ہے۔۔۔

فوراً ہی چہرے پر دنیا جہاں کی مظلومیت سجائے کہا۔۔۔۔

"کیوں؟؟۔۔ کیوں نہیں سو سکتیں۔۔۔۔ پلنگ کافی بڑا ہے میرا۔۔۔ دو بندے آرام سے سو سکتے ہیں۔۔۔ پھر تم کون سہ موٹی ہو۔۔۔ تم جیسی تو چھ آجائیں ایک ساتھ۔۔۔" وہ تیزی سے اس کی جانب دیکھ۔۔۔ تفتیشی انداز میں پوچھنے لگا۔۔۔

اس خوبرو فوجی کے آخری جملے سن وہ الجھی۔۔۔

"مطلب آپ کو موٹی لڑکیاں پسند ہیں؟"پوچھے بغیر رہ نہ سکی۔۔۔۔نہایت معصومانہ سوال کیا۔۔۔

"میں نے ایسا کب کہا؟؟"

"مگر آپ کا لہجہ ایسا ہی تھا۔۔۔جیسے پتلی لڑکیاں پسند نہ ہوں آپ کو۔۔۔"وہ بھولے پن سے بولی۔۔۔۔شکوہ جھلکتا صاف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"لہجہ؟؟۔۔تمھیں لہجوں کی سمجھ ہے؟؟۔۔"خاصہ عجیب انداز میں پوچھا۔۔لہجے میں خفگی امڈ آئی ی تھی۔۔۔

تھوڑی بہت۔۔۔ مگر آپ نے آخری جملے پر کڑوے بادام جیسا منہ بنایا تھا۔۔ میں نے خود دیکھا۔۔‘‘ وہ اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے بولی۔۔۔

کڑوے بادام جیسا؟؟۔۔واقعی؟؟۔۔‘‘ وہ مسکرایا۔۔۔’’

دنیا میں نا جانے کتنے ہی لوگوں کو مسکراتے دیکھا تھا مگر اس جیسی خوبصورت ودلفریب مسکراہٹ کسی کی نہ دیکھی۔۔۔

مسکراتے ہوئے وہ یمن کے شہزادے سے کم خوبصورت معلوم نہیں ہورہا تھا۔۔۔

آمانی بلا کی حسرت آنکھوں میں لیے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

کس قدر وجاہت سے مالامال نوجوان تھا وہ۔۔۔ پھر جیسے دل کو کچھ ہوا۔۔۔۔

اتنی زور سے دھڑکنے لگا جیسے باہر نکل آئے گا۔۔۔

تم نے جواب نہیں دیا۔۔اماں کے ساتھ کیوں نہیں سو سکتی تم؟؟۔۔"وہ" جن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔لگا جیسے دل کو گھائل کر دے گی آج۔۔۔۔

ان سیاہ چمکتی نگاہوں کی تپش وہ برداشت نہ کر سکا۔۔۔۔فوراً ہی نظر جھکائے۔۔۔واپس اسے موضوع پر لایا۔۔۔

کیونکے میں خراٹے لیتی ہوں اور اماں خاموشی پسند کرتی ہے سوتے وقت۔۔۔اس کی آنکھ کھل جائے گی۔۔۔ پھر خواہمخواہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھے گی پورے دن۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہے کے میں یہاں سوں۔۔۔۔'' مانا اپنا آپ کوئی مجرم لگ رہا تھا جھوٹ بولتے وقت۔۔۔ مگر اس کے ساتھ رہنے کے لیے بڑی ڈھٹائی ی سے جھوٹ بولا۔۔۔

اگلے ہی پل اس نے عبدالرحمان کو خود کو اچھنبے نگاہوں سے تکتے ہوئے پایا۔۔۔

جس پر وہ گڑبڑا کر نیچے اپنی جھولی میں دیکھنے لگی۔۔۔

وہ نہیں جانتی۔۔۔ کل پوری رات عبدالرحمان نے اسے تکتے ہوئے ہی گزاری تھی۔۔

ایسا نہیں کے وہ واقف نہیں تھا کے وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔۔بس ۔۔۔تھوڑا حیران ہوا تھا اسکی ڈھٹائی ی دیکھ۔۔۔۔

کیسے دھڑلے سے منہ پر جھوٹ بول رہی تھی وہ معصوم سی دکھنے والی لڑکی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔تو پھر تم یہاں سو جاؤ ۔۔۔میں چھت پر چلا جاتا ہوں۔۔"کل" رات کی بات الگ تھی۔۔۔تب وہ جاگ نہیں رہی تھی۔۔۔۔

نرمی سے کہہ کر۔۔۔وہ بغیر آمانی کو بولنے کا موقع دیے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

جس کے ساتھ رہنے کے لیے زبان جھوٹی کی۔۔۔وہ تو اسے اسٹور روم میں اکیلا چھوڑ گیا تھا۔۔۔ مگر اس کی مہک بستر پر موجود تھی۔۔۔وہ باخوشی اس کی مہک سے لپٹ کر لیٹ گ ئی۔۔۔

سوٹ و چوڑیاں اپنے سینے سے لگائے۔۔۔ مسکراتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔اب نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔

پہلی بار اس سے باتیں کی تھیں۔۔وہ باتیں یاد کر کر کے۔۔۔پوری رات مسکراتی رہی۔۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

نورین بیگم نے ساری لڑکیوں کو لاونج میں بلایا۔۔

وہاں انھوں نے چوڑیاں پہنانے والے کو بلا رکھا تھا۔۔۔

چوڑیاں والا اپنی رنگ برنگی چوڑیاں ٹوکریوں میں سجائے۔۔پورے لاونج میں پھیلائے بیٹھا تھا۔۔۔

ساری لڑکیاں خوشی خوشی چوڑی والے سے چوڑیاں پہننے لگیں۔۔۔

مجھے یہ والی پہنادیں۔۔۔"وہ عبدالرحمان کی لائی ی ہوئی ی چوڑیاں اپنے" ساتھ لائی ی تھی۔۔

پہلی بار اس سنگ دل نے کچھ دیا تھا۔۔۔وہ ہاتھوں میں پہن کر اسے دیکھانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

سنبھل کر پہنانا۔۔۔ایک بھی ٹوٹنی نہیں چاہیے۔۔۔"اپنا ہاتھ اس چوڑی" والے کے آگے بڑھاتے ہوئے۔۔ سختی سے تنبیہہ کی۔۔۔۔

میں پہنادوں؟؟۔۔۔میں بہت ماہر ہوں اس کام میں۔۔۔"وہ چوڑی والا" ابھی پہنانے ہی لگا تھا۔۔۔کے پیچھے سے آواز آئی ی۔۔۔

آمانی نے مڑ کر دیکھا تو سلمان کو اپنے پیچھے کھڑا پایا۔۔۔۔

آپ؟؟۔۔آپ کو چوڑی پہنانی آتی ہے؟؟"وہ تھوڑا حیران ہو کر پوچھنے" لگی۔۔۔

ہاں۔۔۔بالکل آتی ہے۔۔۔ہمارا اپنا کارخانہ ہے چوڑیوں کا۔۔۔لائیں" میں پہنا دیتا ہوں ایک بھی ٹوٹنے نہیں دوں گا۔۔۔بس تھوڑا بھروسہ کریں مجھ ناچیز پر۔۔" وہ اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر۔۔پُراعتماد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اس کی پُراعتمادی دیکھ۔۔۔۔آمانی نے فوراً اسے چوڑیاں پکڑا دیں۔۔۔

بس نہیں چل رہا تھا اس دیوانی کا۔۔۔کے ان چوڑیوں کو سینے سے لگا کر رکھ لے ہمیشہ کے لیے۔۔۔

یہی سوچ کر پہن رہی تھی۔۔۔کے بس جس نے دیں ہیں اسے دیکھا دے۔۔۔۔پھر واپس اتار کر اپنے پاس سنبھال کر رکھ لے گی۔۔۔

سلمان اس کے نازک و پتلے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنانے لگا۔۔اس کے چہرے سے خوشی کے جام بٹ رہے تھے۔۔

وہ جھلی سی لڑکی بھی باخوشی پہن رہی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کے اوپر کھڑا عبدالرحمان سرخ انگارے بھری آنکھوں سے یہ دلخراش منظر دیکھ رہا ہے۔۔۔

اس کے تن بدن میں آگ لگ گ ئی تھی۔۔۔۔

پوری چوڑیاں پہنتے ہی وہ مسکرانے لگی۔۔

اس کے بھولے سے چہرے پر مسکراہٹ نہایت دلکش معلوم ہوئی ی سلمان کو۔۔۔

کہا تھا ناں بھروسہ رکھو۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔"

شکریہ۔۔۔" وہ شکریہ ادا کر۔۔۔ تیزی سے باخوشی اماں کو اپنا چوڑیوں" سے بھرا ہاتھ دیکھانے کے لیے۔۔۔۔اٹھ کر جانے لگی۔۔۔

سنیں۔۔۔دوسرے ہاتھ کی میں تحفتاً دینا چاہوں۔۔۔ تو قبول کریں" گی؟؟۔۔"۔اس کے سوال پر آمانی کے قدم رکے۔۔۔جبکے اوپر کھڑے نوجوان نے اپنی دونوں مٹھیاں مضبوطی سے بھینچیں۔۔۔

مزید طاقت نہ تھی یہ دلخراش منظر دیکھنے کی۔۔۔اس لیے غصے سے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

نہیں۔۔۔"اس نے صاف گوئی ی سے انکار کیا۔۔"
کوئی ی تمہید یا لچک نہیں۔۔۔۔۔

کیا؟؟۔۔۔ تھوڑا دل ہی رکھ لیتیں۔۔۔اتنا صاف انکار۔۔۔"وہ شکوتا گویا"
اٹھا۔۔۔یقیناً تھوڑا دل دکھا تھا اس کا۔۔

مگر وہ بغیر کوئی ی جواب دیے تیزی سے عبدالرحمان کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔جہاں وہ اماں کو کھانا دے کر آئی ی تھی۔۔۔

اور اب انھیں اپنے ہاتھ میں سجی چوڑیاں دیکھانے کے لیے اوتاولی ہو رہی تھی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ سج سور کر۔۔۔پورے گارڈن میں نورین بیگم کے کہنے پر کام کرتی پھر رہی تھی۔۔۔

صبح سے اس نے عبدالرحمان کو نہیں دیکھا تھا۔۔آنکھیں ترس رہی تھیں اسے دیکھنے کے لیے۔۔۔

پھر اسے اپنے کپڑے و چوڑیاں بھی تو دیکھانی تھیں۔۔۔

آمانی۔۔۔وہاں جاؤ ں۔۔۔جا کر پوچھو کچھ چاہیے تو نہیں۔۔اگر کچھ چاہیے تو فورا دو۔۔۔ سمجھیں۔۔۔باراتیوں کو تو خاص طور پر بار بار پوچھو۔۔۔"نورین بیگم نے اسے اپنے پاس بلا کر۔۔۔تیزی سے حکم صادر

کیا۔۔۔ جسے سنتے ہی وہ اثبات میں سر ہلا کر سارے ملازمین کی طرح مہمانوں کا خیال کرنے میں لگی رہی۔۔۔

اس نے خود پانی تک نہ پیا۔۔۔

اس کی نگاہیں متلاشی تھیں۔۔۔ اتنا سج سور کے جس کے لیے آئی ی تھی وہ تو کہیں نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔

دل نا جانے کیوں اداس ہونے لگا۔۔۔ اپنی ایک گھنٹہ آئی ینے کے سامنے کی تیاری اب عبث معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

وہ نظر نہ آئے تو دل کو سکون کیسے میسر آئے۔۔۔

ہر چیز سے دل اوچاٹ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

دل چاہا کے روئے۔۔۔آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔۔۔

مگر رو نہیں سکتی تھی کام جو کرنا تھا۔۔۔

نظر گارڈن میں دولہن کے روپ میں آتی مریم پر پڑئی ی۔۔۔وہ لال رنگ کے شرارے میں خاصہ جچ رہی تھی۔۔

مریم باقی شہر کی لڑکیوں کی طرح بالکل بھی مغرور نہ تھی۔۔۔بلکے اپنے بھائی ی کی طرح رحم دل مزاج کی حامل تھی۔۔۔

اچانک نگاہ اس کے ساتھ آتے عبدالرحمان پر پڑئی ی۔۔۔پھر نظر کی کیا مجال ۔۔۔۔کے پلٹ جائے یا پھر جائے۔۔۔

بنجر وخشک زمین پہ اچانک ہی جیسے بارش برسنے لگی ہو۔۔۔کچھ ایسے جذبات تھے اسکے۔۔۔

وہ خوبرو نوجوان سفید شیروانی زیب تن کیے ہوئے تھا۔۔۔جو اس پر قیامت ڈاہ رہی تھی۔۔

کوئی ی اس دیوانی کی نگاہ سے دیکھ لے۔۔۔تو قسم سے عبدالرحمان سے اسی لمحے عشق کر بیٹھے۔۔۔۔کچھ ایسی نگاہ تھی وہ۔۔۔

وہ دیکھ تھوڑی رہی تھی وہ تو پیاسی آنکھوں کو سیراب کر رہی تھی۔۔۔بسا رہی تھی اپنے یار کے خوبصورت سراپے کو اس میں۔۔۔

اپنے چہرے پر کسی کی جمی نگاہ محسوس کر۔۔۔اس نے بلا آخر سر سری سہ نگاہ اٹھا کر سامنے سفید فراک میں ملبوس اس کھلتے کنول کے پھول کو دیکھا۔۔۔

جس کی زلفیں آج کھلی ہوئی ی تھیں۔۔۔۔آنکھوں کو کاجل سے سجا کر ۔۔۔۔ناجانے کتنوں کو گھائی ل کر رہی تھی وہ۔۔۔

کوئی ی زیور نہیں پہنا تھا اس نے۔۔۔سوائے ان لال چوڑیوں کے۔۔۔ جنھیں دیکھتے ہی اس کا خون پھر کھولنے لگا تھا۔۔۔۔

اس نے منہ بسور کر۔۔۔۔رخ پھیرا۔۔۔تو آمانی کے دل کو شدید رنج پہنچا۔۔۔۔آخر کو یہ سارا روپ و سنگار اسی کے لیے تو تھا۔۔۔جو منہ مڑ کر جا رہا تھا۔۔۔

"تم ۔۔۔ یہ کیا کر دیا تم نے؟؟ ۔۔۔ پتا ہے کتنی مہنگی ڈریس تھی میری ۔۔۔ بے وقوف ۔۔۔" آمانی عبدالرحمان کو دیکھنے میں اتنی محو تھی ۔۔۔۔ کے اس کا پاؤں اچانک سے موڑا ۔۔۔ اور وہ گرنے لگی ۔۔۔ خود کو گرنے سے بچانے کے لیے ۔۔۔ اس نے تیزی سے پاس کھڑی عورت کا ہاتھ تھاما ۔۔۔

اسکے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا ۔۔۔ جب آمانی نے اس کا ہاتھ پکڑا ۔۔۔ تو سارا جوس اس خاتون کی ساڑھی پر گرا ۔۔۔

اس عورت نے آمانی کو ملازم گمان کر کے ۔۔۔ نہ صرف ہاتھ جھٹکا ۔۔۔ بلکے سب کے سامنے اسے ذلیل بھی کرنے لگی ۔۔۔۔

معاف کیجیے گا۔۔۔میں نے آپ جان کر نہیں کیا۔۔۔میرا پاؤں مڑ گیا" تھا۔۔۔"ان کے چیخنے کے سبب۔۔۔وہاں موجود ہر شخص انھیں ہی دیکھنے لگا۔۔۔جس کی وجہ سے آمانی خاصہ شرمندہ سہ محسوس کرنے لگی۔۔۔

سوری انٹی۔۔۔اس کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔اور" تم۔۔۔تم میرے ساتھ چلو۔۔۔"عبدالرحمان اس عورت کو آمانی پر چیختا دیکھ۔۔۔تیزی سے آندھی طوفان کی طرح اس تک پہنچا۔۔۔خاصہ جلال میں نظر آرہا تھا وہ نوجوان۔۔

اگر وہ عورت اس کی بہن کے سسرالیوں میں سے نہ ہوتی تو یقیناوہ اس کی طبعیت ٹھیک کر دیتا۔۔۔مگر ایک بھائی ی کو جھکنا ہی پڑتا ہے۔۔۔

لیکن آمانی کی جگہ خود معافی مانگی۔۔۔

آمانی کو جھکنے نہ دیا۔۔۔۔ کیونکے ہر گز گوارا نہ تھا اس کا جھکنا۔۔۔۔

اس کا نازک ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے۔۔۔ سب کے بیچ سے نکال کر۔۔۔۔ اپنے کمرے میں لے آیا۔۔۔۔

اپنے کمرے میں لاتے ہی۔۔۔ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا۔۔۔ اور خود دروازہ بند کرنے لگا۔۔۔۔

آمانی نے تیزی سے مڑ کر۔۔۔ اسے دروازہ بند کرتے دیکھا۔۔۔۔

کیا کرتی پھر رہی ہو تم ؟؟؟۔۔۔ اور کیوں ؟۔۔"اس کا غصہ سوا نیزے پر" تھا۔۔۔۔

اتنی زور سے دھاڑا۔۔۔کے وہ نازک سی لڑکی سہم گ ئی۔۔۔

اس کا وجود لرزنے لگا۔۔۔

عبدالرحمان کو اِس سے پہلے اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے۔۔

میں نے کچھ پوچھا ہے آمانی؟؟" اس کے بازو کو پکڑ کر"
جھنجھوڑتے۔۔۔آگ بگولہ ہو کر دوبارا اپنا سوال دوہرایا۔۔۔

اس لمحے مقابل کو اس کی خاموشی چبھ سی رہی تھی۔۔۔

میں۔۔میں تو بس آپ کی امی کے کہنے پر مہمانوں کا خیال رکھ رہی" تھی۔۔۔"اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔وہ روتے ہوئے۔۔ نظریں جھکائے بولی۔۔۔

کیوں؟؟؟۔۔۔کوئی ملازمہ ہو تم؟؟۔۔۔یا میری امی کو خوش کرنے کا" زیادہ ہی شوق چڑھا ہے تمھیں؟؟۔۔۔"غصے کی شدت سے اس کا چہرہ مکمل سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

منہ میں زبان نہیں ہے تمھارے؟؟۔۔۔ منع نہیں کر سکتی تھیں" انھیں۔۔۔یا تمھیں کچھ چاہیے ان سے؟؟اِس لیے خوشامدیں کرتی پھر رہی "ہو ان کی۔۔۔۔

کیا؟؟۔۔"وہ ناسمجھی سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔"

اتنی معصوم مت بنو۔۔۔۔زہر لگتی ہو مجھے تم جب اتنی معصومیت دیکھاتی ہو۔۔۔۔میری ماں کے لیے نوکروں کی طرح کام کررہی ہو۔۔۔اپنی عزت نفس کا کوئی ی خیال نہیں۔۔۔ایسا بھی کیا چاہیے تمھیں ان سے؟؟۔۔۔ہاں۔۔۔کہیں ان کا بیٹا تو نہیں؟؟۔۔۔"مانا لہجہ اندازہ لگانے والا تھا۔۔۔مگر سوال جواب جاننے کے بعد ہی کیا تھا اس نوجوان نے۔۔۔

اس کا آخری جملہ آمانی کی سانسیں روک گیا تھا۔۔۔

مانا کڑوا تھا مگر سچ یہی تھا۔۔۔۔

وہ کوئی ی بے وقوف لڑکی نہ تھی۔۔اگر اپنی پر آجائے تو اتنی خطرناک کے نورین بیگم اس کے سامنے پانی بھریں۔۔۔۔

کیا وہ نہیں سمجھتی تھی کے نورین بیگم اس کے ساتھ مہمانوں کے بجائے ملازمین جیسا سلوک کر رہی ہیں۔۔۔اس کے باوجود وہ برداشت کر رہی تھی۔۔۔

کیوں برداشت کر رہی تھی وہ؟؟۔۔یقیناوجہ وہ تھا۔۔۔اور یہ بات عبدالرحمان بھی سمجھ چکا تھا۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی۔۔۔اک لمحے کے لیے اسے دیکھا۔۔۔۔پھر نظر جھکا لی۔۔۔۔جواب نہیں تھا اس لڑکی کے پاس۔۔۔۔

شاید یہ سچ تھا کے اپنی عزت نفس تک کو اس پر نچھاور کر دیا تھا وہ بھی بڑی خاموشی سے۔۔۔

کے کسی کو خبر بھی نہ ہوئی ی۔۔۔اور وہ نا جانے کتنی بار اس پر مر مٹی۔۔۔

بولو آمانی۔۔۔کیا ان کا بیٹا چاہیے تمھیں؟؟۔۔۔" لہجے میں اچانک ہی" تبدیلی محسوس ہوئی ی۔۔۔ جیسے وہ جھم گیا ہو۔۔۔۔

کیا کہتی۔۔۔ہاں۔۔۔ان کا بیٹا چاہیے۔۔۔۔یقیناوہ بے شرم گمان کرتا۔۔۔گندی لڑکی سمجھتا۔۔۔۔۔۔وہ تو ویسے بھی بڑا عزت و غیرت والا تھا۔۔۔بھولی نہیں تھی وہ۔۔۔کیسے اس پر باورچی خانے میں چیخا تھا۔۔۔اور کہا تھا کے دوپٹہ پہن کر رکھو۔۔۔خاص طور پر میرے سامنے۔۔۔

آمانی۔۔۔کچھ پوچھا ہے میں نے؟؟۔۔۔"اس لڑکی کا نظریں جھکائے" رونا۔۔۔دل پر بھاری گزرتا محسوس ہوا۔۔۔

چپ کیوں ہو؟؟۔۔۔جواب دوناں۔۔۔"وہ خاموشی چبھ رہی تھی اس لمحے۔۔۔

وہ بس روئے چلی جارہی تھی۔۔۔

عبدالرحمان نے اس کی خاموشی کو انکار گمان کیا۔۔۔

او۔۔۔تو یہ سب میری امی کے بھتیجے کے لیے ہو رہا ہے۔۔۔"اچانک ہی اسے سلمان کا آمانی کو چوڑیاں پہنانا یاد آیا۔۔ جس پر وہ جزبز ہو کر۔۔۔ بڑبڑایا۔۔۔۔

وہ اتنی آہستگی سے بڑبڑایا تھا کے آمانی نہ سن سکی۔۔۔۔

نظر اس کی نازک کلائی ی میں بھری لال چوڑیوں پر گ ئی۔۔۔اگلے ہی پل۔۔۔اک دل جلی مسکراہٹ چہرے پر بکھری۔۔۔

آہ۔۔"وہ چوڑیاں آنکھوں کو شدت سے کھٹک رہی تھیں۔۔۔"

ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کیا۔۔۔

نزدیک تھا کے وہ اس کے سینے سے آ لگتی۔۔۔

اس کے کلائی ی کو پکڑ ذرا اونچا کیا۔۔۔پھر الٹے ہاتھ سے ان چوڑیوں پر انگلیاں پھیرنے لگا۔۔۔جیسے یاد کر رہا ہو کتنے دل سے خرید کر لایا تھا انھیں۔۔۔۔

آمانی نم آنکھوں کے ساتھ اسے اپنی چوڑیوں سے الجھتا دیکھ رہی تھی۔۔

اچانک ہی اس نے چوڑیوں سمیت اس کی کلائی ی کو مضبوطی سے دبایا۔۔اس قدر مضبوطی سے کے وہ کانچ کی نازک چوڑیاں تیزی سے زمین پر ٹوٹ کر گرنے لگیں۔۔۔

ان ٹوٹتی کانچ کی چوڑیوں نے جہاں آمانی کی کلائی کو زخمی کیا۔۔۔وہیں اس کے ہاتھ کو بھی خون آلود کیا۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

وہ اسے الجھی و شکوے بھری نگاہ سے تک رہی تھی۔۔۔

ساری چوڑیاں بکھرئ ی پڑی تھی زمین پر۔۔۔جبکے دونوں کے ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔

چلی جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔۔اور ہوسکے تو دوبارا مجھے اپنا چہرہ" مت دیکھانا۔۔۔"لہورنگ آنکھوں سے مقابل کو تک۔۔۔دھاڑتے ہوئے کہا۔۔

اسکی دھاڑسن۔۔۔وہ کانچ کی گڑیا سہم گ ئی تھی۔۔۔

وہ روتے ہوئے۔۔۔ان بکھری چوڑیوں پر سے بھاگتی ہوئ ی۔۔کمرے کا دروازہ کھول کر باہر چلی گ ئی۔۔۔

اس کے جاتے ہی وہ سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بیڈ پر ہارنے والے انداز میں بیٹھا۔۔۔

آنکھیں شدتِ کرب سے موندیں۔۔۔کافی دیر تک وہ اسی حال میں بیٹھا رہا۔۔۔

پھر مریم کی رخصتی کا یاد آنے پر۔۔۔ تیزی سے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں و منہ رگڑتے کھڑا ہوا۔۔۔

اس کی آنکھیں شدید رنجیدہ دیکھائی ی دے رہی تھیں۔۔۔

دوسری جانب آمانی اسٹور روم میں آکر۔۔۔ایک کونے میں بیٹھ کر پاؤں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا تھا کے عبدالرحمان نے اپنا ہی دیا تحفہ اتنی بے دردی سے کیوں توڑا؟؟۔۔۔

کیا صرف اس وجہ سے۔۔۔کے وہ اسے پسند کرتی ہے اور یہ بات۔۔۔وہ جان چکا ہے۔۔

کیا اتنی بری ہوں میں کے میرا پسند کرنا بھی پسند نہیں" رنج بھرے لہجے میں یہ جملہ ادا کر۔۔۔وہ مزید پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

ارے میری دھی تو یہاں ہے اور میں تجھے پورے گارڈن میں ڈھونڈ رہی تھی۔۔ تو رو کیوں رہی ہے؟؟" اماں اسے ڈھونڈتے ہوئے اسٹور روم کی

جانب چلی آئی ہیں تھیں۔۔۔جب وہ اسٹور روم میں داخل ہوئی ہیں تو سیدھے ہاتھ کی سائیڈ۔۔۔دیوار سے لگ کر روتا ہوا پایا۔۔۔

اماں کی آواز سن۔۔۔وہ تیزی سے اٹھ کر ان کے گلے لگی۔۔۔

اب تو آوازوں کے ساتھ۔۔۔بچوں کی طرح بلک بلک کر رونا شروع کر دیا تھا اس دوشیزہ نے۔۔۔

اماں کا تو کلیجہ منہ کو آیا تھا اسے یوں روتا دیکھ۔۔۔

کیا ہوا ہے ؟؟۔۔۔ایسے کیوں روئے چلی جا رہی ہے ؟؟" میمونہ خاتون نے " اسے اپنے سینے سے ہٹا کر۔۔۔اس کے آگے کے کچھ بال جو پسینوں کے سبب

اس کے چہرے سے چپک گ ئی ے تھے۔۔۔انھیں اپنے ہاتھ سے بڑے پیار سے ہٹا کر کان کے پیچھے کر۔۔۔۔ فکر مند لہجے استفسار کیا۔۔۔

اماں مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔تو مجھے واپس گاؤں بھجوادے۔۔" وہ روتے" ہوئے بولی۔۔۔۔

اماں نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔کے کچھ دن اور رک جائے۔۔۔وہ اپنی پوتی کا ولیمہ کر کے واپس لوٹنا چاہتی تھیں۔۔ مگر آمانی نہ مانی۔۔۔۔

اس سنگ دل نے کہا تھا دوبارا چہرہ نہ دیکھانا۔۔ پھر کیسے رک جاتی؟؟۔۔۔

اپنی بہن کی رخصتی کے بعد جب وہ کام سے فارغ ہو کر۔۔۔اپنے کمرے کی جانب آیا۔۔۔تاکے کپڑے بدل لے۔۔۔تو اماں کو اپنی پوٹلی باندھتا ہوا پایا۔۔۔۔

کہیں جا رہی ہے اماں ؟؟۔۔"اس نے تیزی سے پوچھا۔۔۔"

ہاں۔۔۔وہ آمانی کا دل نہیں لگ رہا۔۔واپس جانے کی ضد پکڑ بیٹھی ہے" اسے اکیلا تو نہیں بھیج سکتی ناں۔۔۔جوان بچی ہے میری۔۔۔اس لیے ہم جا رہے ہیں۔۔۔تو ذرا ہماری ٹرین کی ٹکٹ کروا دے۔۔۔۔"اماں نے اس کا سوال سن۔۔۔پوٹلی بنانا چھوڑ کر۔۔۔ تحمل سے اس کی جانب دیکھ کر جواب دیا۔۔۔ساتھ ساتھ ٹکٹ بک کرنے کی ڈیوٹی بھی لگا ڈالی۔۔۔

یہ سنتے ہی کے وہ واپس جانے کی ضد پکڑ بیٹھی ہے۔۔۔دل میں احساس شرمندگی پیدا ہوا۔۔۔

اپنے غصے میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔۔۔

اس بات کا احساس اب شدت سے ہو رہا تھا۔۔۔
مگر ہم اب کیا فائی دہ جب چڑیا چگ گ ئی یں کھیت۔۔۔۔

تو اپنی پوتی کا ولیمہ کیسے بغیر ہی چلی جائے گی کیا؟؟۔۔۔" وہ احتجاجا بول" اٹھا۔۔۔

غصہ الگ چیز ہے۔۔۔ تمنا الگ چیز ہے۔۔۔۔اس پر غصہ تھا۔۔۔اس لیے کہا نظر کے سامنے سے ہٹ جائے۔۔۔۔دل نے تھوڑی تمنا کی تھی کے وہ

سامنے سے ہٹے۔۔۔۔اب دل اڑ رہا تھا۔۔۔خوب ملامت کرنے لگا تھا۔۔۔لڑ رہا تھا اس سے۔۔۔۔۔کے کہ کیسے دیا؟؟؟۔۔۔۔کے سامنے سے ہٹ جائے۔۔اگر وہ واقعی ہٹ گئی تو کیا رہ سکے گا؟؟۔۔۔

ہائے۔۔۔دل کی ملامت۔۔۔۔یہ تو خدا دشمن کو بھی نہ لگائے۔۔۔۔نہ دن سکون دیتی ہے نہ رات۔۔۔

بہت ضدی ہے وہ۔۔۔نہیں مان رہی۔۔۔آج ہی واپس جائے" گی۔۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔۔تو نہیں جانتا۔۔۔ضد کی بڑی پکی ہے "میری لاڈو۔۔۔

میں بات کر کے دیکھوں۔۔۔شاید وہ رک جائے۔۔۔۔"ہوا سے جلتے و" بجھتے دیے کی مانند وہ امید لگائے پوچھنے لگا۔۔۔

"وہ ہو جو کام خوشی و رضامندی سے ہو وہ۔۔۔۔ پھر مجھ پر بگڑے گی۔۔۔۔ نہ نہ ہی اچھا۔۔۔اب تو دیر نہ کر۔۔۔۔ جانتی ہوں تھکا ہوا ہے مگر یہ آخری کام کر دے۔۔۔ پھر یہ بوڑھی تنگ نہیں کرے گی تجھے۔۔۔۔" بہن کی شادی تھی صبح سے بھاگ دوڑ میں لگا تھا۔۔۔اب بیچارہ سکون لینے آیا۔۔۔ تو بوڑھی دادی نے پھر کام پکڑا دیا۔۔ کہیں منہ نہ بگاڑے۔۔۔۔ وہ یہی سوچ کر اپنا کام کہتے ہوئے ذرا لچک دار انداز اپنا رہی تھیں۔۔۔۔ جیسے شرمندہ ہوں کام بولتے وقت۔۔۔

"اماں تو ایسے کیوں بول رہی ہے۔۔ تو سو کام بول۔۔ میں سو بار بھاگتا جاؤں۔۔۔۔ بلکے بول مت بس حکم کر۔۔۔۔" وہ نہایت اپنائیت سے ان کے قریب آکر۔۔۔اپنے گلے لگاتے۔۔ بڑی محبت سے بولا۔۔۔ جس پر وہ نم آنکھوں سے مسکرانے لگیں۔۔۔

اچھا میں ذرا آمانی کو دیکھ لوں۔۔۔ کہیں میری جھلی ابھی تک رو نہ رہی ہو۔۔۔۔ اتنی جھلی ہے کے تیری دی چوڑیاں ٹوٹ گ ئی یں تو جھاڑو سے صاف نہ کیں۔۔۔ بلکے اپنے ہاتھوں سے چنا۔۔۔ اور بجائے پھینکنے کے۔۔۔ سنبھال کر اپنی پوٹلی میں ڈال لی۔۔ میں نے کہا بھی کے پھینک دے اب یہ کسی کام کی نہیں۔۔۔ مگر نہ مانی۔۔۔۔" اماں کی بات سنتے ہی وہ شرمندگی کے اتھاگہرائیوں تک اترا۔۔

اماں اسے وہیں چھوڑ کر امانی کو دیکھنے چلی گ ئی یں۔۔۔جبکے وہ خالی فرش کو ندامت سے تک رہا تھا۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

اماں کچھ دن اور رک جاتی۔۔۔''میمونہ خاتون کے بیٹے نے جب یہ جملہ ادا''
کیا۔۔۔تو ان کی پلکیں بھیگ گ ئی یں۔۔۔۔

جب یاد آئے گاؤ ں آجایا کر۔۔۔۔ میں تو وہیں رہتیں ہوں جہاں تیرا باپ''
وتو چھوڑ کر گ ئ ے تھے۔۔۔''بہت گہرا شکوہ تھا ان کے لہجے میں۔۔۔

جو وہاں موجود ہر شخص نے محسوس کیا۔۔۔

آمانی مکمل خود کو کالی چادر میں ڈھانک کر گھر سے اماں کے ساتھ جانے کے
لیے نکلی۔۔۔

وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔۔۔جانتی بھی تھی کے سامنے کھڑا ہے مگر نگاہ نہ
اٹھائی ی۔۔۔

جبکہ مقابل اسے ہی تک رہا تھا۔۔۔ بہت شکوہ تھا ان آنکھوں میں۔۔۔ مگر اس لڑکی نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔

عبدالرحمان خود جانا چاہتا تھا چھوڑنے۔۔۔ مگر اماں نے منع کر دیا۔۔۔ کے اسے پریشانی ہو گی آنے جانے میں پھر دوسرے دن مریم کا ولیمہ بھی تھا۔۔۔

اپنے بھروسے مند ملازم کے ساتھ اماں و آمانی کو گاؤں واپس بھیج دیا۔۔۔

گاوں واپس آجانے کے بعد۔۔۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ مرجھائے پھول کی طرح رہنے لگی۔۔۔

اس کی روح بے چین و بے قرار تھی۔۔۔۔

اس کی سچی انس تھا وہ نوجوان فوجی۔۔۔ جس نے اس کے نزدیک اسے اور اس کی محبت کو دھتکار دیا تھا۔۔۔

بے قراری کے عالم میں وہ ایک رات اپنے بستر سے اٹھ کر اماں کے پاس آئی ی۔۔۔

وہ سو رہی تھیں۔۔۔ان کے قدموں کے پاس بیٹھ کر۔۔۔ان کے پاؤں کو ہلایا۔۔۔

اماں اٹھ۔۔۔اماں اٹھ۔۔۔ میرا جی گھبرا رہا ہے۔۔۔۔اٹھ ناں۔۔"وہ" روتے ہوئے اماں کو اٹھا رہی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا؟؟۔۔ایسے رو کیوں رہی ہے؟؟۔۔"اماں اس کے اٹھانے پر فکر مند و پریشان ہو کر۔۔۔ تیزی سے اٹھ کر بیٹھیں۔۔۔

"اماں دل بہت بے چین ہو رہا ہے۔۔۔ میری روح تڑپ رہی ہے۔۔۔ کچھ کر۔۔۔ مجھے سکون نہیں آ رہا۔۔۔"وہ بلک بلک کر روتے ہوئے بولی۔۔۔

اماں کو اس کی حالت دیکھ شدید ترس آیا۔۔۔

میمونہ خاتون نہیں جانتیں تھیں کے محبت اس انجام کو پہنچا دے گی اس لڑکی کو۔۔۔ ورنہ کبھی پروان نہ چڑھنے دیتیں۔۔۔

نہیں خبر دونوں کے درمیان ایسی کیا بات ہوئی ی۔۔۔جو وہ فوراً گاؤں لوٹنے کی ضد لگا بیٹھی۔۔۔۔ مگر یقین تھا کے عبدالرحمان نے ہی کچھ کڑوا کہا ہوگا۔۔ ورنہ وہ اس قدر برے حال میں نہ ہوتی۔۔۔

‘‘چل چادر اوڑھ۔۔۔میں تجھے حکیم کے پاس لے چلتی ہوں۔۔۔’’

ہائے میری بھولی اماں۔۔۔۔اس بے چینی کی دوا حکیم کے پاس’’ کہاں۔۔۔تو بس مجھے قرآن سنا دے۔۔۔۔ تھوڑی دیر ہی صحیح۔۔۔مجھے سکون مل جائے گا۔۔۔’’اسنے منتی انداز میں کہا تو اماں اسے حیرت سے دیکھنے لگیں۔۔۔

اٹھ ناں۔۔۔۔ ویسے تو زبردستی پکڑ کر سناتی ہے اب میں کہ رہی ہوں تو’’ نہیں سنا رہی۔۔۔’’وہ ہلکہ سہ خفگی سے بولی۔۔۔

اچھا اچھا سناتی ہوں۔۔۔ تو یہیں رک۔۔۔ذرا وضو کر آؤں۔۔۔"اماں"
اٹھ کر وضو کرنے چلی گ ئی یں۔۔۔

آئی یں تو اسے اپنی جائے نماز کے برابر والی جگہ پر۔۔۔پہلے سے ہی اپنا منتظر
بیٹھا پایا۔۔

وہ قرآن سنانے لگیں۔۔۔وہ خاموشی سے سنتی رہی۔۔۔۔کم از کم ایک گھنٹہ
گزر گیا۔۔۔وہ سنتی رہی۔۔۔۔

میمونہ خاتون بوڑھی عورت تھیں رات کے اگلے پہر بیٹھ کر گھنٹوں قرآن کی
تلاوت کرنا۔۔ان کے لیے ممکن نہ تھا۔۔۔۔

تین چار دنوں تک تو وہ رات ہو یا دن اماں سے قرآن پاک کی تلاوت سنتی رہی۔۔۔

اس کی دنیا ویران ہو گ ئی تھی۔۔۔اس قدر ویران۔۔کے دل بھاگتا اس کا۔یہ ویرانی کا ٹتی اسے۔۔۔بے چین و بے قرار کر دیتی۔۔۔۔

کیونکر نہ محسوس ہوتی ویرانی اسے۔۔۔آخر اپنے محبوب کی قربت کا مزا جو چک آئی ی تھی۔۔۔

اب تو جیسے ہر شے بے معنی سی لگتی اس کے بغیر۔۔۔

دل چاہتا کے بس وہ کہیں سے آ جائے۔۔۔کہیں سے بھی۔۔۔کسی بھی بہانے سے۔۔اور وہ اپنی آنکھوں کو سیر اب کر لے۔۔۔

جیسے ریگستان میں ایک پیاسا راہگیر پانی کو ڈھونڈتا ہے کچھ یوں ہی اس کی نگاہیں اپنے محبوب کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔۔

عشق نے اس نازک جان کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔

کب تک مجھ سے سنتی رہے گی۔۔۔اگر سکون دیتا ہے تیری روح کو۔۔تو" خود سیکھ لے۔۔۔۔جب دل بے چین ہو پڑھ لیو۔۔۔۔ سکون آجائے گا۔۔۔"اماں نے اس کی حالت کے پیش نظر اسے قرآن سیکھنے کی دعوت دی۔۔۔

وہ زخمی دل تھی۔۔۔اور عشق والوں کے زخم تو ہوتے بھی بڑے گہرے ہیں۔۔۔

میں کیسے ؟؟۔۔۔"ہلکا سہ احتجاج کیا۔۔۔"

کیوں ؟؟۔۔۔جب سننے سے سکون ملتا ہے تو سوچ خود پڑھے گی تو کتنا ملے گا"اماں کی بات سن۔۔۔وہ خاموش ہو گ ئی۔۔۔

جب روح کو سکون میسر نہ ہو۔۔۔تو انسان پاگل سہ ہو جاتا ہے۔۔۔نہ سوتا ہے نہ جاگتا ہے۔۔۔۔بلکے وہ تو دنیا میں ہی نہیں ہوتا۔۔۔صرف بظاہر لوگوں کو سوتا جاگتا نظر آرہا ہوتا ہے۔۔۔۔
تم نے دیکھی ہے عشق والوں کی حالت ؟؟۔۔۔

اماں اسے قرآن پڑھنا سیکھانے لگی۔۔۔وہ بھی بڑی لگن سے سیکھتی۔۔۔۔

پھر ایک رات اماں نے یوں ہی عبدالرحمان کو اس کے سامنے یاد کیا۔۔۔ کہا کے دو ماہ ہو گ ئی ے وہ ملنے نہیں آیا۔۔۔ انھیں یاد ستا رہی ہے اپنے پوتے کی۔۔۔

بس اس کا نام سننا تھا کے زخم دوبارا ہرے ہوئے۔۔۔

اماں عشا کی نماز پڑھ رہی تھیں۔۔۔

تو وہ وہیں ان کے برابر میں بیٹھ کر ان کا دیا سبق دوہرانے لگی۔۔۔

وہ اماں سے ایک آیت سیکھتی۔۔۔ پھر اسے ہی پورا دن یاد کرتی رہتی۔۔۔ حافظہ اچھا تھا اس کا۔۔۔ یاد تو چار پانچ بار پڑھتے ہی ہو جاتا تھا۔۔۔ بار بار دوہراتی تو دل کے سکون کے لیے تھی وہ دیوانی۔۔۔

اماں سلام پھیر کر ابھی دعا ہی مانگ رہی تھیں کے وہ کھوئے کھوئے انداز میں پوچھنے لگی۔۔۔ ''بغیر دیکھے کیسے ایمان لے آئی ی اس پر؟؟۔۔ وہ تو آنکھوں کو دکھتا بھی نہیں؟؟۔۔ پھر یہ بھروسہ کیسا؟؟۔۔ پھر یہ عشق کیسا؟؟۔۔۔''

یہ وہ ہی سوالات تھے جو اس نے کچھ وقت پہلے بھی میمونہ خاتون سے کیے تھے۔۔۔ تب انھوں نے منطقی جواب دیا تھا۔۔۔ کیونکے تب وہ مکمل مخالف سمت کھڑی تھی۔۔ مگر آج حالات مختلف تھے۔۔۔۔ دل جھکا ہوا تھا اس کا اسلام کی جانب۔۔۔۔ آج جواب محبت و عقیدت سے لبریز دیا۔۔۔ جانتی جو تھیں کے محبت کی زبان اسے باخوبی آتی ہے۔۔۔ جانتی تھیں کے سکون کی متلاشی ہے۔۔۔۔ جانتی تھیں کے دعا مانگنا چاہتی ہے۔۔۔۔ جانتی تھیں کے دنیا سے اوچاٹ ہو کر صرف اپنے محبوب کی چاہ میں آئی ی ہے۔۔۔۔

وہ تو رب ہے جو سکون کی طرح دل میں اترتا ہے۔۔۔ جسے میں نے اپنے" آنسوؤں سے پہچانا۔۔۔ یقین کر جب یہ دنیا دل توڑ دے۔۔ ہر خوشی اپنا منہ موڑ لے۔۔۔۔ اپنے سگے رخ موڑ کر بیٹھ جائی یں۔۔۔ سوائے اذیتوں کے دامن میں کچھ نہ بچا ہو۔۔۔۔۔ اِس جہاں کا ہر ذرہ تجھے اپنے خلاف لگے۔۔۔ تو جان لے صرف ایک ہی ہستی ہے جو اس وقت تیری مدد کر سکتی ہے۔۔۔ تیری خالی جھولی بھر سکتی ہے۔۔۔۔ جسے تم دنیا والے خدا کہتے ہو۔۔۔ وہ ہی ہمارا اللہ ہے۔۔۔ جس سے تم دعا مانگو اپنا دکھ سناؤ تو وہ جھٹکتا نہیں۔۔ ہر مراد پوری کرتا ہے۔۔۔ صرف مانگنے کا ہنر تو آئے۔۔۔ کیا تو اس ہنر کو جاننا چاہتی ہے؟؟۔۔ تو آ۔۔۔ آج ہمارے طریقے سے مانگ کر دیکھ۔۔ تجھے اپنی دعاؤں کی قبولیت سے اس کے ہونے کا یقین ہو جائے گا"۔۔۔ جو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔۔۔

تو پھر مجھے کلمہ پڑھادے اماں۔۔۔۔ میں سکون چاہتی ہوں۔۔۔ مجھے بس" سکون دلوادے۔۔۔" وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ لیکن آنکھوں میں آنسو آ ہی گئے تھے۔۔۔

اماں کی تو جیسے من کی مراد در آئی تھی۔۔۔ وہ باخوشی اسے کلمہ پڑھانے لگیں۔۔۔ جسے پڑھ کر وہ مسلمان ہوئی۔۔۔۔

اماں دوسرے دن ہی قریب کی مسجد میں اسے لے گئیں۔۔۔ جہاں مولوی صاحب کی بیوی و بہن مسجد کے اوپری حصے میں ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتے۔۔۔۔

اسے مولوی صاحب کی بیوی کے پاس دینی تعلیم کے لیے لگا آئیں۔۔۔۔

مولوی صاحب کی بیوی کا نام عائی شہ تھا۔۔۔انھوں نے آمانی کا مسلم نام کلثوم رکھا۔۔۔۔

وہ روزانہ باقاعدگی سے عائی شہ بیگم کے پاس
دینی تعلیم سیکھنے جانے لگی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ نہ آیا۔۔۔ حتی کے ایک سال گزر گیا۔۔۔۔

جب سے وہ مسلمان ہوئی ی تھی اماں نے اس کے رشتے ڈھونڈنا بند کر دیے تھے....اپنے پوتے سے بیانے کی خواہش جو زوروشور و سے جاگ اٹھی تھی دل میں۔۔۔۔

کتنا وقت ہو گیا عبد الرحمان نہیں آیا“ اماں نے لسی کا گلاس نیچے رکھتے ”
ہوئے۔۔۔ آج پھر اس کا ذکر چھیڑا۔۔۔ جس پر سامنے بیٹھی دوشیزہ نے
تیزی سے آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا۔۔

اماں اس کے عمل پر الجھ کر اسے تکنے لگیں۔۔۔

نی تو میرے پوتے کا نام سنتے ہی یہ آیت الکرسی کا ورد کیوں شروع کر دیتی ”
ہے ؟؟“ میمونہ خاتون اس پر بگڑئی یں۔۔۔ مگر اس نے ورد نہ روکا۔۔۔

ناشتے کا سامان اٹھاتے ہوئے اپنا ورد جاری رکھا۔۔۔

اماں اسے الجھی نگاہ سے تکتی رہ گ ئی یں۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

کچھ وقت ہی گزرا تھا کے عائشہ بیگم نے اپنے بھائی کا رشتہ کلثوم کے لیے اٹھایا۔۔۔

میمونہ خاتون بہت پریشان رہنے لگی تھیں۔۔۔اس لڑکی کے اسلام قبول کرنے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پورے گاؤں میں پھیل چکی تھی۔۔۔۔

کہاں اس کا ایک رشتہ نہیں آتا تھا۔۔۔اور کہاں گھر بیٹھے ہر روز ایک نیا رشتہ اس کے لیے آرہا تھا۔۔۔

اماں کو اب فکر لاحق ہونے لگی کے کہیں وہ غلط تو نہیں کر رہیں کلثوم کے اچھے رشتے ٹھکرا کر۔۔۔۔

جس کی چاہ میں اسے بیٹھار کھا تھا۔۔۔اس کی تو ایک سال سے کچھ خبر ہی نہ تھی۔۔۔۔

ایک دن وہ کھانا پکار ہی تھی جب اماں کچن میں آ کر اسے عائشہ کے بھائی ی کے رشتے کے متعلق بتانے لگیں۔۔۔

اس نے اپنا کام جاری رکھا۔۔۔۔

میمونہ خاتون چاہتی تھیں کے وہ خود انکار کر دے تاکے ان کے دل سے بوجھ اتر جائے کے وہ اس کی عمر نکال رہی ہیں اپنے لالچ میں۔۔۔۔

مگراس نے کچھ نہ کہا۔۔۔

کلثوم۔۔۔تجھے کوئی ی اور پسند ہے تو بتادے۔۔۔ کوئی ی زبردستی نہیں" ہے۔۔۔"اماں نے دوبارالچکدارانداز میں استفسار کیا۔۔۔

میرا اللہ میرے لیے بہتر فیصلہ کرئے گا۔۔۔تو فکر نہ کر۔۔۔"اس نے" پلٹ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

اس کی مسکراہٹ بہت مطمئ ن لگی میمونہ خاتون کو۔۔۔ جیسے اگروہ عائشہ کے بھائی ی کے لیے ہاں کردیں تو بھی اسے کوئی ی مسئ لہ نہیں۔۔۔

نی۔۔۔تو۔۔۔عبدالرحمان کو پسند نہیں کرتی اب؟؟۔۔"اچانک کیے اماں" کے سوال پر۔۔۔۔جیسے اک دو لمحوں کے لیے وہ ساکت ہوئی ی۔۔

انھوں نے دیکھا۔۔۔کے ایک دو ثانیوں کے وہ منجمد کھڑی رہی۔۔۔پھر اچانک آیت الکرسی پڑھنے لگی۔۔۔

مگران کی بات کا جواب نہ دیا۔۔۔

میمونہ خاتون نے نوٹ کیا تھا کے جب بھی اس کے سامنے وہ عبدالرحمان کا ذکر کرتیں وہ اسی طرح آیت الکرسی پڑھنا شروع ہو جاتی۔۔۔

پھر کوئی ی جواب نہ دیتی چاہے اماں کتنا ہی اس سے اپنا سر ٹکراتی رہیں۔۔۔۔

فجر کی نماز پر اماں کو اٹھانے آئی ی۔۔۔ تو انھوں نے آنکھ نہ کھولی۔۔۔ وہ ڈر گ ئی۔۔۔

فوراا باہر سے ملازم کو بلا کر لائی ی۔۔۔۔

وہ حکیم کو بلا کر لایا۔۔۔ مگر میمونہ خاتون تو دنیا فانی سے جا چکی تھیں۔۔۔۔

میمونہ خاتون اسے دنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلی گ ئی یں تھیں۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔۔۔۔

گاؤں کے لوگوں نے ہی اسے دلاسہ دیا۔۔۔

''ارے میمونہ باجی کے شہر والے بیٹے کو کسی نے خبر کی کے نہیں۔۔۔''

خبر نہیں۔۔۔''دوسری عورت بولی۔۔۔''

جب زندہ تھیں تب نہیں آیا کوئی ی۔۔ مر گ ئی یں تو بھلا کیوں آ ئے'' گا۔۔۔''تیسری عورت منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔

اب تو سر پر پیر رکھ کر دوڑتے ہوئے آئی یں گے آخر میمونہ باجی کی زمینیں'' وحویلی لاکھوں کی مالیت رکھے ہے۔۔''پہلی عورت تیزی سے گویا ہوئی۔۔۔

”تو پھر کلثوم کا کیا ہو گا۔۔۔اگر یہ سب بیچ دیا ان کے بیٹے نے تو یہ بیچاری کہاں جائے گی؟؟۔۔۔“

”اچھا ہوتا ناں کے اپنے سامنے ہی بیاہ کر جاتی اس بچی کا۔۔۔اب نا جانے کیا ہو گا اس کا۔۔۔“گاؤں کی عورتیں کلثوم کے لیے پریشان تھیں۔۔۔۔

وہ بھی سوگ میں بیٹھی ان کی ساری باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔

اماں کا جنازہ اٹھا تو آج بھری دنیا میں اپنا آپ اکیلا محسوس ہوا۔۔۔

لگا جیسے ماں باپ آج پھر مر گ ئی ے۔۔۔

وہ تو کیا گ ئی یں۔۔۔لگا جیسے ساری خوشیاں روٹھ گ ئی یں۔۔۔۔

خالی حویلی اسے کاٹنے کو دوڑتی۔۔۔۔

گھر کے سارے ملازم اس کا بڑا خیال رکھتے۔۔۔۔اور اس کے لیے فکر مند بھی رہتے۔۔۔کے کہیں اماں کا بیٹا شہر سے آکر یہ حویلی و زمینیں بیچ نہ دے۔۔۔وہ کہاں جائے گی بیچاری پھر؟؟۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

ٹھیک ایک ماہ بعد۔۔۔عبدالرحمان جب اپنی ڈیوٹی کشمیر سے کر لے لوٹا تو اسے اپنی دادی کے انتقال کی خبر ملی۔۔۔۔

بہت دکھی ور نجیدہ ہوا۔۔۔مگر ساتھ ساتھ اس لڑکی کی فکر بھی ستائی ی۔۔۔

اماں کے علاوہ تواس کا کوئی ی نہ تھا۔۔۔وہ کیسے اکیلے رہ رہی ہو گی۔۔۔یہی سوچ کر وہ خاصہ پریشان ہوا۔

وہ ایک رات اپنے گھر رکا۔۔۔وہ رات بڑی بے چینی میں گزرئی ی۔۔۔

بار بار اس کا نظریں خفگی سے جھکائے رکھنا یاد آرہا تھا۔۔۔

اب تو کافی وقت بیت گیا تھا۔۔۔یقیناوہ سب بھول گ ئی ہو گی۔۔۔

صبح جانے کے لیے روانا ہونے لگا تو نورین بیگم نے اس کے والد کے نام پر اسے پیغام دیا۔۔کے گاوں کی ساری جائی یداد وزمینیں خاص طور پر میمونہ خاتون کی حویلی کو بیچ کر ہی واپس لوٹے۔۔۔۔

وہ جانتا تھا اس کام میں تھوڑا وقت لگے اسے۔۔۔

اس لیے اپنا ضرورت کا سارا سامان ساتھ لے لیا۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ فجر کی نماز ادا کر....ابھی دعا مانگ کر قرآن کی تلاوت کر ہی رہی تھی۔۔۔کے فضا میں ایک جانی پہچانی مہک محسوس ہوئی ی۔۔۔

دل دھڑکنے لگا۔۔۔اس نے قرآن پاک بند کر کے۔۔۔آیت الکرسی کا ورد کرنا شروع کر دیا۔۔۔

کچھ منٹ ہی گزرے تھے۔۔۔ایک ملازمہ آکر تیزی سے بولی۔

کلثوم۔۔۔ عبدالرحمان آیا ہے۔۔۔"اس دلبر کے آنے کی نوعید دل پہلے "
ہی دے چکا تھا۔۔۔

لگا جیسے سانس رک رہا ہو۔۔۔اسے نہ دیکھے گی تو اب مر جائے گی۔۔۔

عشق کا ایک ہی ورد ہے۔۔۔عاشق معشوق کے گرد ہے۔۔۔

وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ آیت الکرسی پڑھتی ہوئی ی تیزی سے اسے
دیکھنے کی چاہ میں کمرے سے نکلی۔۔۔

میمونہ خاتون کیا گئی یں پوری حویلی ویران ہو گئی۔۔۔وہ آتا تھا تو اپنی دادی کو دروازے پر ہی باخوشی خیر مقدم کرتا پاتا تھا۔۔۔مگر آج کوئی ی خیر مقدم کرنے یا پیشانی چوم کر گلے لگانے والا نہ تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے آکر۔۔۔لاونچ کے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

کچھ دیر سر جھکائے۔۔۔دونوں آنکھیں انگوٹھوں کے پوروں سے ہلکے ہلکے مسلتا رہا۔۔۔۔شاید آنسو چھپا رہا تھا اپنے۔۔۔۔

اسی لمحے وہ ریلنگ کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔۔۔اور دیوانہ وار اسے دیکھنے لگی۔۔۔

خود کو بے خود ہوتے محسوس کیا۔۔۔۔

آنکھوں کو آنسو بہانے کی اجازت نہیں دے رہی تھی وہ۔۔۔کے اگر وہ آئے۔۔۔تو دیدار یار دھندلا جائے گا۔۔۔لمحہ ہی صحیح۔۔۔ مگر آنکھوں سے اجھل ہو گا۔۔۔اور وہ اک لمحے کو بھی اپنے یار کے دیدار سے غافل ہونے کے لیے تیار نہ تھی۔۔۔

کتنا ترسی تھیں وہ آنکھیں۔۔۔۔

سانس پھول رہا تھا اس کا۔۔۔۔

چہرہ جھکا ہونے کے سبب۔۔۔دیکھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔اس لیے دل باولا ہوئے جا رہا تھا۔۔۔چاہا کے قریب سے جا کر دیکھے۔۔۔۔ مگر نہ دیکھا۔۔۔ بھولی نہیں تھی اب تک۔۔۔اس نے کہا تھا چہرہ نہ دیکھانا۔۔۔۔

عبدالرحمان نے محسوس کیا کوئی ی اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔ جیسے ہی سر اٹھایا۔۔۔ کلثوم تیزی سے اندر کی جانب بھاگ گ ئی۔۔۔

اسے محسوس ہو گیا تھا کے کوئی ی گیا ہے وہاں سے۔۔۔۔

چھوٹے بابا پانی۔۔۔ ’’ایک ملازمہ اس کے آگے پانی کا گلاس لائی ی۔۔۔ تو’’ وہ اوپر کی جانب متلاشی نگاہوں سے تک رہا تھا۔۔۔

آمانی۔۔۔ وہ کہاں ہے ؟؟۔۔۔ اسے بتاؤ کے میں آیا ہوں۔۔۔ ضروری’’ بات کرنی ہے اس سے ‘‘ ملازمہ اس کا پیغام لے کر کلثوم کے پاس پہنچی۔۔۔۔

کہ دو کلثوم سامنے نہیں آئے گی۔۔۔۔جو بات کہنی ہے تم سے بول دیں تم" مجھے پہنچا دو گی۔۔۔" وہ آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی جب اس کا پیغام ملا۔۔۔۔ تیزی سے مڑ کر ملازمہ کو دیکھ۔۔۔۔ گمبھیر لہجے میں بولی۔۔۔۔

سامنے نہیں جائے گی اس کے۔۔۔۔یہ وعدہ تھا خود سے۔۔۔۔

ملازمہ اسے الجھی وڈرئی ی ہوئی ی نگاہ سے دیکھنے لگی۔۔۔

"چھوٹے بابا بڑے غصے والے ہیں۔۔۔ مجھ پر بگڑ جائیں گے۔۔۔ایک بار خود چل کر بات کر لو ناں۔۔" ملازمہ منتی انداز میں بولی۔۔۔۔

بگڑتے ہیں تو بگڑ جائی یں۔۔۔۔ میں سامنے نہیں جاؤں گی ان"
کے۔۔۔۔" وہ قطعی لہجے میں بولی تو ملازمہ ڈرتے ہوئے اس کا پیغام
عبدالرحمان کے پاس لے گ ئی۔۔۔

کلثوم کہ رہی ہے کے وہ سامنے نہیں آئے گی۔۔۔۔ آپ کو جو ضروری"
پیغام دینا ہے مجھے دے دیں میں ان تک پہنچادوں گی۔۔۔" ملازمہ نے خاصہ
سہمے ہوئے۔۔۔۔ اس تک پیغام رسائی ی کی۔۔۔

کلثوم کون؟؟۔۔" وہ تو نام میں ہی الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ باقی بات پر تو خاص"
دیھان ہی نہ دیا۔۔۔۔

آمانی۔۔اسلام قبول کرنے کے بعد ان کا نام کلثوم رکھا گیا تھا۔۔۔"بس"
ملازمہ کا اپنی بات مکمل کرنا تھا۔۔۔کے وہ بے یقینی کے عالم میں اپنی جگہ سے
کھڑا ہوا۔۔۔

کیا کہا تم نے۔۔آمانی نے اسلام قبول کر لیا؟" وہ دوبارا تصدیق کر رہا"
تھا۔۔۔لہجے میں خوشی کی کھنک در آئی ی تھی۔۔۔

جی۔۔وہ تو اماں کی حیات میں ہی کر لیا تھا۔۔۔تب ہی تو اماں پہلے سے زیادہ"
اتاولی ہو کر آپ کی راہ تکنے لگیں تھیں۔۔۔"آخری جملہ بے ساختہ ہی منہ
سے نکل گیا تھا۔۔۔جس پر زبان دانتوں تلے دبائی ی۔۔۔

مگر اب تو سننے والا سن چکا۔۔۔

اتنا خوش تو خود کلثوم بھی نہ ہوئی ہی ہو گی جتنا وہ فوجی ہوا۔۔۔

خوشی چہرے سے جھلکنے لگی تھی۔۔۔

اگلے ہی لمحے پہلے سے زیادہ بے تابی محسوس کی اپنے اندر۔۔۔اسے دیکھنے کی۔۔۔

کلثوم سے کہو۔۔۔مجھے اس سے ملنا ہے" تیزی سے حکمانہ انداز میں" کہا۔۔۔

مگر بابا انھوں نے منع کیا ہے صاف۔۔۔کہا ہے جو بھی کام ہے مجھ سے کہ" دیں۔۔۔میں ان تک پہنچا دوں گی۔۔۔" ملازمہ نظریں جھکائے آہستگی سے بولی۔۔۔

کہو جا کر۔۔۔"اس کی بات سن کر بھی نظر انداز کر۔۔۔۔پہلے سے زیادہ" رعبدار انداز میں گویا ہوا۔۔۔جس پر وہ ملازمہ اثبات میں سر ہلا کر فورا چلی گ ئی۔۔۔

"بلا رہے ہیں آپ کو بابا۔۔۔منع کیا تو غصہ ہو رہے ہیں۔۔"

تو ہونے تو دو غصہ۔۔۔۔میرا فیصلہ بھی اٹل ہے۔۔۔اب مر جاؤں گی" انھیں چہرہ نہیں دیکھاؤں گی۔۔۔"وہ اٹل لہجے میں جواب دہ ہوئی ی۔۔۔جسے سن۔۔۔ملازمہ نے اپنے گلے میں بمشکل تھوک نگلا۔۔۔۔

انھیں کیا جواب دوں۔۔۔"وہ معصومیت سے استفسار کرنے لگی۔۔۔"

وہ ہی جو میں نے کہا ہے۔۔۔بے فکر رہو ان ہی کے حکم کو بجالا رہی "
ہوں۔۔۔پرانا ہے اس لیے شاید بھول گ ئی ے۔۔۔جب میرے الفاظ
ان کے سامنے کہو گی تو یاد آجائے گا۔۔۔۔" وہ بیچاری اثبات میں سر ہلا کر
۔۔۔نیچے عبدالرحمان کے پاس پہنچی۔۔۔

منع کر رہی ہیں۔۔کہ رہی ہیں کے مر جائی یں گی مگر آپ کے سامنے نہیں "
آئی یں گی۔۔اور یہ آپ ہی کا دیا پرانا حکم ہے جس کی اب تک تابعداری
ہے۔۔۔۔" ملازمہ کا گمان تھا کے بڑا غصہ ہو گا۔۔۔جلال میں آجائے
گا۔۔مگر توقع کے برعکس وہ تو خاموش ہو گیا۔۔۔پھر نہ کہا اسے بلا کر
لائے۔۔۔

میرا اکمرا اسیٹ کروادینا۔۔۔میں قبرستان سے ہو کر آتا ہوں۔۔۔۔کچھ دن" یہیں رہوں گا۔"آہستگی سے کہ کر۔۔۔وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

چہرے پر وہ ہی ازلی سنجید گی سجائے۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

نہا کر نکلا۔۔۔تو کمرے میں مہک محسوس ہوئی ی۔۔۔۔

جب نہانے گیا تھا تب تو یہ مہک نہ تھی۔۔۔یقیناوہ کمرے میں آئی ی تھی۔۔۔۔

کچھ لمحے اس مہک بھری فضاء میں آنکھیں موندے سانس لینے لگا۔۔۔

پھر کچھ دیر کمر سیدھی کرنے کی نیت سے پلنگ پر لیٹ گیا۔۔۔۔

مگر نیند نہ آئی ی۔۔۔آتی بھی کیسے؟؟۔۔۔وہ نظر کہاں آئی ی تھی اب تک۔۔۔۔جو سکون میسر آتا۔۔۔۔

پلنگ بھی کاٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔وہ اٹھ گیا۔۔۔نیچے آیا۔۔۔تو کھانا سجا ہوا پایا۔۔

چھوٹے بابا میں آپ کو ہی بلانے آرہی تھی۔۔۔اچھا ہوا آپ خود ہی چلے آئے۔۔۔۔" ملازمہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

کھانا گرم تھا۔۔۔مانا بھوک نہ تھی۔۔۔مگر کھانے کی مہک نے لگادی۔۔

کھانے کا ذائقہ پہلے سے زیادہ مزے دار تھا۔۔۔

وہ کھانا کھا رہا تھا۔۔۔ تو خود پر کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس کی۔۔۔ نگاہ اٹھائی تو ملازمہ کے علاوہ کسی کو ارد گرد نہ پایا۔۔۔ لیکن اس کی موجودگی کا احساس مسلسل ہو رہا تھا۔۔

کھانے کے بعد اوپر گیا۔۔۔ تو جالی والی دیوار کے پاس سے گزرتے ہوئے۔۔۔ اپنے ساتھ کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس کی۔۔۔

وہ دیوانی سفید جالی والی دیوار کے اُس پار۔۔۔ اسے جالیوں سے جھانکتی ہوئی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔۔۔

جب سے وہ آیا تھا دل بے قابو سہ ہو گیا تھا۔۔۔آنکھیں بس اسے ہی دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔طلب تھی۔۔۔۔نہیں۔۔طلب تو بجھ جایا کرتی ہے۔۔۔۔وہ دیوانگی تھی۔۔۔جو اسے جتنا دیکھتی اتنا ہی بڑھتی۔۔۔۔

ساتھ ساتھ آیت الکرسی بھی پڑھتی رہی۔۔۔۔

پورا دن یوں ہی چھپن چھپائی ی میں گزرا۔۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

رات میں پیاس ستائی ی تو دوپٹہ تمیز سے اوڑھ کر کمرے سے نکلی۔۔۔۔ملازمہ پلنگ کے پاس زمین پر سو رہی تھی۔۔۔۔

عبدالرحمان آیا ہوا تھا اب میمونہ خاتون نہ تھیں اس کے ساتھ کے لیے ۔۔۔اس لیے ملازمہ کو اپنے کمرے میں روک لیا تھا۔۔۔

ملازمہ کے پاؤوں کے پاس سے خاموشی سے نکلتی ہوئی ی وہ پانی پینے باورچی خانے میں پہنچی۔۔۔

پانی اندھیرے میں ہی پی کر۔۔۔وہ واپس لوٹ رہی تھی۔۔۔کے سفید جالی والی دیوار کے پاس سے گزرتے وقت کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔۔

اس نے پھرتی سے اپنا منہ دوپٹے سے ڈھانکا۔۔۔قدموں کو مزید تیز کیا۔۔۔

کمرے میں پہنچ کر۔۔۔ بجلی کی پھرتی سے دروازہ بند کیا۔۔۔اور پھر دروازے سے لگ کر دھڑکتے دل کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے باہر نکل آئے گا۔۔۔

کچھ ثانیوں بعد جب یقین آ گیا کے وہ چلا گیا ہو گا۔۔۔ تو دروازہ آہستگی سے کھولا۔۔۔ مگر کم بخت پھر بھی چرچرا گیا۔۔۔

باہر ہلکا سہ چہرہ نکال کر جھانکا تو کوئی ی نہ تھا۔۔۔۔

پھر اپنے نیچے والے ہونٹوں کو چباتی ابھی ایک قدم ہی باہر نکلی تھی۔۔۔کے اچانک اپنا بازو ایک انجانی گرفت میں محسوس ہوا۔۔۔

اس نے اتنی زور سے کھینچا تھا۔۔۔کے وہ بے جان گڑیا کی مانند اس کی سمت کھینچی چلی گ ئی۔۔۔

اگلے پل۔۔۔جب سمجھ آیا کے چل کیا رہا ہے۔۔۔تب اپنی کمر کو اسی جالی والی دیوار سے لگا ہوا پایا۔۔۔

مجھے ڈھونڈ رہی تھیں کلثوم ؟؟۔۔۔"وہ ایک ہاتھ دیوار پر ٹکا کر۔۔۔اس" کے بالکل نزدیک کھڑے ہو۔۔آہستگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

اس کی قربت سانس روک گ ئی تھی۔۔۔

چہرے پر دوپٹے سے نقاب کیا ہوا تھا۔۔۔ مگر قاتلانہ آنکھیں آزاد تھیں۔۔۔۔ شاید انھیں مزید گھائل کرنے کے لیے ہی کھلا چھوڑ رکھا تھا اس ظالمہ نے۔۔۔۔

ایک دو ثانیوں کے لیے دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں محو ہوئے۔۔۔

اس لڑکی کی مہک جیسے کوئی جادو چلا رہی تھی اس خوبرو نوجوان پر۔۔۔۔

دماغ تو ہر بار کی طرح ہتھیار ڈال گیا اس کے سامنے آتے ہی۔۔۔ مگر عادت کے مطابق زبان آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔۔۔

اس قاتل نین والی کو اچانک آیت الکرسی پڑھتے دیکھ۔۔۔ وہ چونکا۔۔۔۔

آنکھیں چھوٹی کر کے۔۔۔بغور دیکھنے لگا۔۔۔

''میں کوئی جن ہوں جسے دیکھ... آیت الکرسی پڑھ رہی ہو؟''

ہاں۔۔۔میرے لیے تو جن کے مترادف ہی ہیں۔۔۔جس کا ذکر بھی'' میرے دل کو چمٹ جاتا ہے۔۔۔میری جان جلاتا ہے۔۔۔مجھے پل پل تڑپاتا ہے۔۔۔نہ سوتے دیتا ہے نہ جاگنے۔۔۔''وہ مقابل کی آنکھوں میں جھانکتے۔۔۔محبت سے لبریز مگر شکوہ کن انداز میں جواب دہ ہوئی۔۔۔

اس کا جواب سن۔۔۔۔چہرے پر بڑی سی دلفریب مسکراہٹ بکھرئی۔۔۔

''آفاقہ ہوتا ہے؟؟۔۔''

بہت۔۔۔'' مقابل مطمئین انداز میں۔۔۔''

اگلے ہی پل۔۔۔اس نے بھی آیت الکرسی پڑھنا شروع کر دی۔۔۔جسے سن۔۔۔وہ الجھی نگاہ سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

وہ اسے دیوار سے پن کیے ایسے ہی کھڑا رہا۔۔۔بارہ بار پڑھنے کے بعد۔۔۔پہلے خود پر پھونکا۔۔۔پھر اس کے نازک وجود کے مزید قریب ہو کر۔۔۔دم کرنے والے انداز میں پھونک مارئی ی۔۔۔

اس کی سانسوں کی خوشبو اور ٹھنڈک نے۔۔۔دل و روح کو عجیب سہ سکون بخشا۔۔۔

وہ اک دو ثانیوں کے لیے سکون سے آنکھیں موند گ ئی۔۔۔

”مجھے آفاقہ نہیں ہوا۔۔وہ چڑیل کی طرح ابھی بھی میرے دل حتی کے میری ہر دھڑکن وہر سانس کو اپنی مٹھی میں بھینچے ہوئے ہے۔۔۔۔“ وہ شکایتی انداز میں بولا۔۔۔

”عقیدہ کمزور ہے آپ کا۔۔۔۔ ورنہ آفاقہ ضرور ہوتا۔۔۔“ دنیا جہاں کی معصومیت آنکھوں میں بھر کر۔۔۔ سنجیدگی سے گویا ہوئی ی۔۔۔

”نہیں۔۔۔ شاید دوا کوئی ی اور ہے۔۔۔اور میں آفاقہ کہیں اور ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔۔“ اسکے وجود کو گہری بولتی نگاہ سے تکتے ہوئے جواب دیا۔۔۔